ارشاد باری تعالیٰ

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۷﴾

(سورۃ الانفال، آیت 47)

ترجمہ : اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ اور صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 9

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ

سالانہ 850 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

50 پاؤنڈ یا

80 ڈالر امریکن

یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

18 شعبان 1445 ہجری قمری • 29 تبلیغ 1403 ہجری شمسی • 29 فروری 2024ء

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23؍فروری 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ (سورۃ البقرۃ، آیات 184، 185)

ترجمہ: اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کیلئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں کسی نے یہ ٹھیک کہا ہے کہ پیری و صد عیب، اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اسکی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ'' سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کیلئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔ پس أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ میں یہی اشارہ ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنت اہل بیت ہے۔ میرے حق میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ سلمان یعنی اَلصُّلْحَانُ کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلح ہوں گی۔ ایک اندرونی اور دوسری بیرونی اور یہ اپنا کام رفق سے کرے گا نہ کہ شمشیر سے اور میں جب مشرب حسین پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ مشرب حسن پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی تو میں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔

نشاط و جوانی تا بہ سی سال ☆ چہل آمد فرو ریزد پر و بال

اب جب سے چالیس سال گزر گئے دیکھتا ہوں کہ وہ بات نہیں۔ ورنہ اول میں بٹالہ تک کئی بار پیدل چلا جاتا تھا اور پیدل آتا اور کوئی کسل اور ضعف مجھے نہ ہوتا اور اب تو اگر پانچ چھ میل بھی جاؤں تو تکلیف ہوتی ہے۔ چالیس سال کے بعد حرارت غریزی کم ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ خون کم پیدا ہوتا ہے اور انسان کے اوپر کئی صدمات رنج و غم کے گزرتے ہیں۔ اب کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ اگر بھوک کے علاج میں زیادہ دیر ہو جائے تو طبیعت بے قرار ہو جاتی ہے۔

خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں۔ ایک عبادات مالی دوسرے عبادات بدنی۔ عبادات مالی تو اسی کیلئے ہیں جسکے پاس مال ہو اور جن کے پاس نہیں وہ معذور ہیں اور عبادات بدنی کو بھی انسان عالم جوانی میں ہی ادا کر سکتا ہے ورنہ ساٹھ سال جب گذرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں۔ نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر بینائی میں فرق آ جاتا ہے۔ کسی نے یہ ٹھیک کہا ہے کہ پیری و صد عیب اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اسکی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ موئے سفید از اجل آرد پیام

انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجا لاوے۔ روزہ کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے۔

(ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 561، مطبوعہ 2018 قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نیا چاند دیکھنے کی دعا

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا کرتے (اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ ، وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ ، رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ ، هِلَالُ رُشْدٍ وَخَيْرٍ) اَے میرے خدا! یہ چاند امن و امان اور صحت و سلامتی کے ساتھ ہر روز نکلے۔ اے چاند! میرا ربّ اور تیرا ربّ اللہ تعالیٰ ہے۔ تُو خیر و برکت اور رُشد و بھلائی کا چاند بن۔

(ترمذی، کتاب الدعوات، باب مایقول عند رؤیۃ الھلال)

رمضان کے مہینہ میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

(بخاری، کتاب الصوم، باب ھل یقال رمضان او شھر رمضان)

اس شمارہ میں

- رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں (اداریہ)
- خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 2؍فروری 2024 (مکمل متن)
- خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 9؍فروری 2024 (مکمل متن)
- سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
- سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
- پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ امریکہ 2023ء
- ممبرات لجنہ اماء اللہ جرمنی کی حضور انور سے ملاقات
- اعلان نکاح از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
- جنازہ حاضر و غائب
- خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
- نظمیں
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں
بغیر کسی شرعی عذر کے چھوڑنا گناہ ہے

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔سیّد الشھور کی آمد آمد ہے۔شہر عظیم کی آمد ہے۔اُس شہر عظیم کی جس کی ایک رات ہزار راتوں سے افضل ہے۔شہر صبر کی آمد ہے جس صبر کا ثواب جنت ہے۔شہر مواساۃ کی آمد ہے۔اُس شہر کی آمد ہے جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔شہر رحمت کی آمد ہے،شہر مغفرت کی آمد ہے۔آگ سے آزادی کے مہینے کی آمد ہے۔اُس ماہ کی آمد ہے جس کے آنے سے دوزخ کے دروازے بند ہوجاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔اُس ماہ کی آمد ہے جس میں قرآن جیسی عظیم کتاب نازل ہوئی جو ہُدیً للناس ہے۔اُس ماہ کی آمد ہے جس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی لقا ہے۔

پس ایسے عظیم الشان مہینے کو ہم اھلا وسھلا ومرحبا کہتے ہیں اور اس کا دل کی گہرائیوں سے استقبال کرتے ہیں۔اور ہم منتظر تھے کہ یہ مہینہ آئے اور ہم اس کے روزے رکھیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں صحت وسلامتی کے ساتھ اس کے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسے قبول بھی فرمائے۔آمین۔

اتنا عظیم الشان مہینہ،اور اس قدر خوبیوں اور بھلائیوں کا یہ مہینہ ہے کہ،ضرور تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے بنی نوع انسان کے لئے فرض قرار دیتا،یعنی اس کے روزے رکھنا۔جو چیز بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے انتہائی اہمیت کی حامل ہو اللہ تعالیٰ اُسے فرض قرار دے دیتا ہے اور جو چیز بنی نوع انسان کے لئے انتہائی مضر ہو اللہ تعالیٰ اُسے حرام قرار دے دیتا ہے۔پس روزے کی فرضیت بتاتی ہے کہ اس میں عظیم الشان فوائد ہیں اور اس ماہِ مبارک کی جو اُوپر خصویات بتائی گئی ہیں جن کا احادیث میں ذکر ہے وہ خصوصیات بتاتی ہیں کہ روزے کی فرضیت ضروری تھی۔روزے کی فرضیت کے متعلق سب سے پہلے قرآن مجید کی آیات پیش کی جاتی ہیں تا کہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے روزے کی فرضیت کن الفاظ میں بیان فرمائی ہے اور بنی نوع انسان کے لئے روزہ رکھنا اللہ کی نظر میں کس قدر ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ﴿۱۸۴﴾ (سورۃ البقرہ آیت 184)

ترجمہ :: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

کُتِبَ کے لفظ سے اللہ تعالیٰ نے روزے کی فرضیت بیان فرمائی ہے۔کُتِبَ کے معنے لکھنے کے ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزے کی فرضیت اس قدر اہم اور اس قدر ضروری تھی کہ ہم نے اس کی فرضیت لکھ چھوڑی ہے کہ ایسا ہوگا ہی ہوگا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ ؕ کہ میرا اور میرے رسول کا غلبہ ایسا اٹل فیصلہ ہے کہ یہ لکھ چھوڑا گیا ہے۔پس جس طرح خدا اور اس کا رسول کبھی بھی اور کسی قیمت پر بھی مغلوب نہیں ہوسکتے،اور اس کے لئے کتب کے لفظ سے اس کی فرضیت لکھ چھوڑی گئی ہے ایسا ہی روزے کی فرضیت اس قدر اہم اور بنی نوع انسان کے لئے اتنی ضروری تھی کہ اسے اللہ تعالیٰ نے کتب کے لفظ سے ادا کی اور اس کی فرضیت لکھ چھوڑی۔

یہ قرآن مجید کی شان ہے کہ جب کوئی حکم دیتا ہے تو اس کی اہمیت اور فوائد پر بھی روشنی ڈالتا ہے،دلیل سے بات کرتا ہے۔اس کا کوئی بھی حکم بے حکمت اور اندھا دھند نہیں ہوتا۔چنانچہ روزے کی حکمت اور فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لعلم تتقون،تا کہ تم ہر قسم کی رُوحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچ جاؤ۔پس **کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کے الفاظ سے اور پھر لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ روزے رکھنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔**

پھر آگے چل کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴿۱۸۵﴾

ترجمہ :: اور اگر تم علم رکھتے ہو تو (سمجھ سکتے ہو کہ) تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کاش تم سمجھ سکتے کہ روزے رکھنا تمہارے لئے یقیناً بہتر اور فائدے کا موجب ہے۔ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کے الفاظ بتاتے ہیں کہ روزے کے فوائد عظیم الشان ہیں اور اللہ چاہتا ہے کہ کاش لوگ اس کی اہمیت اور برکات اور اس کے فوائد کو سمجھ سکیں اور روزہ رکھیں۔

پھر آگے چل کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ ؕ

ترجمہ :: اور تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو (اس حال میں) دیکھے (کہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہئے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔

رمضان المبارک

(نصر الحق نصر نیپالی، معلم سلسلہ وقف جدید ارشاد)

رمضان کا مہینہ سایہ فگن ہوا ہے	بخشش کی رُت ہے آئی رحمت کا دَر کھلا ہے
اَے مومنو یہ روزہ اللہ کے واسطے ہے	روزے کی ہے یہ عظمت کہ اجر خود خدا ہے
رکھتے ہیں جو بھی روزہ ایمان اور یقیں سے	بخشش ہے اس کی لازم فرمانِ مصطفیٰ ہے
خوشیاں بھی دو میسر صائم کے واسطے ہے	اِفطار کی خوشی ہے دِلدار کی لقا ہے
روزے کا ہے یہ مقصد کہ متقی بنیں ہم	تقویٰ اگر ہو حاصل سمجھو کہ سب ملا ہے
رمضان جو بھی پائے روزے تمام رکھے	موسم بہار کا یہ قسمت سے مل رہا ہے
برسات نور کی یوں جی چاہے سال بھر ہو	اَے کاش ایسا ہوتا پر یہ تو خواب سا ہے
بھوکے جو سو رہے ہیں کچھ فکر ان کی کر لو	پیغام ہر کسی سے ماہ صیام کا ہے
دن کو صیام ہو تو راتوں کو قیام بھی ہو	مقصود اس سے یارو محبوب کی رضا ہے
روزہ ہے ذکر پیہم عصیاں سے دُور رکھے	ربّ کے حضور رکھے کتنی بڑی عطا ہے
روزہ سپر ہے ایسا شیطان سے بچائے	رَیّان سے ملائے وہ سیدھا راستہ ہے
باحالِ صوم آئے اَے کاش موت اپنی	عاجز نصؔر کی اکثر ربّ سے یہی دعا ہے

یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں فرمادیا ہے کہ جو شخص صحت وتندرستی کی حالت میں اس ماہ کو پائے اس کو چاہئے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔پس اللہ تعالیٰ نے

(1) کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ

(2) وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

(3) فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ ؕ

کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ایک بار بلکہ بار بار روزے رکھنے کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے۔اللہ ہمارا خالق۔وہی سب سے بہتر جانتا ہے کہ ہمیں کس چیز کی ضرورت ہے اور کس چیز کی نہیں،کیونکہ خالق اپنی تخلیق سے جس قدر آگاہی رکھتا ہے کوئی اَور نہیں رکھتا۔پس یہ ہمارے خالق کا حکم ہے جو ہماری مشینری کی باریکیوں سے آگاہ ہے،اور وہ چاہتا ہے کہ مسلمان روزے رکھیں اور ہر قسم کی رُوحانی اور جسمانی آفات سے بچیں۔نماز اور روزے کو تو غیر بھی رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں،اگر ہم ہی اس کی بہتری اور فوائد کے قائل نہ ہوئے تو ہم پر افسوس ہے۔بغیر کسی شرعی عذر کے روزہ چھوڑنا بہت بڑا گناہ ہے۔اگر ایک روزہ بھی انسان بغیر کسی شرعی عذر کے چھوڑ دیتا ہے پھر پوری زندگی اس کی بھرپائی نہیں کرسکتا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

”مَنْ اَفْطَرَ یَوْمًا مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ رُخْصَۃٍ وَلَا مَرَضٍ فَلَا یَقْضِیْہِ صِیَامُ الدَّھْرِ کُلِّہٖ وَلَوْ صَامَ الدَّھْرَ۔“

ترجمہ :: جو شخص بلا عذر رمضان کا ایک روزہ بھی ترک کرتا ہے وہ شخص اگر بعد میں تمام عمر بھی اس روزہ کے بدلہ میں روزے رکھے تو بھی بدلہ نہیں چکا سکے گا۔اور اس غلطی کا تدارک نہیں ہوسکے گا۔

اللہ کے حکم کی فرمانبرداری میں صرف کچھ گھنٹے کھانے پینے کی پابندی برداشت کرنا کوئی بڑی بات نہیں۔اللہ کی نافرمانی میں پیٹ میں جانے والا کھانا اور پانی کچھ مفید ثابت نہیں ہوسکتا۔ایسے شخص کا عام روزمرہ کا کھانا بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والا ہی سمجھا جائے گا کیونکہ جس نے ایک مہینہ نافرمانی کی باقی دنوں میں بھی وہ نافرمان ہی سمجھا جائے گا۔اور جو اللہ کی فرمانبرداری میں روزے رکھتا ہے اُس کا پورے سال کا کھانا پینا اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اطاعت میں سمجھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہِ مبارک میں ہر قسم کی بیماریوں اور آفات ومصائب سے بچا کر رکھے اور اس سے بھرپور فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (منصور حمد مسرور)

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

اب جبکہ خدائے واحد کی عزت کا سوال پیدا ہوا اور شرک کا نعرہ میدان میں مارا گیا تو آپؐ کی روح بے تاب ہو گئی
اور آپؐ نے نہایت جوش سے صحابہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! ہم کیا کہیں؟
فرمایا کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ - اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ۔ تم جھوٹ بولتے ہو کہ ہبل کی شان بلند ہوئی، یہ جھوٹ ہے تمہارا اللہ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ ہی معزز ہے اور اسکی شان بالا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی مجھ سے ہے اور مَیں علی سے ہوں، تو جبرئیلؑ نے کہا کہ مَیں آپ دونوں میں سے ہوں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھا کر لوگوں کو دیکھتے تو حضرت ابوطلحہؓ کہتے بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَا یُصِیْبُکَ سَھْمٌ نَحْرِیْ دُوْنَ نَحْرِکَ
میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، سر اٹھا کر نہ دیکھیں مبادا ان لوگوں کے تیروں میں سے کوئی تیر آپؐ کو لگے، میرا سینہ آپؐ کے سینے کے سامنے ہے

حضرت طلحہؓ نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کُلُّ مُصِیْبَۃٍ بَعْدَہٗ جَلَلٌ کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں، ہر مصیبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھوٹی ہے

اُحد کی جنگ کے بعد کسی شخص نے طلحہؓ سے پوچھا کہ جب تیر آپ کے ہاتھ پر گرتے تھے تو کیا آپ کو درد نہیں ہوتی تھی اور کیا آپ کے منہ سے اُف نہیں نکلتی تھی؟ طلحہؓ نے جواب دیا درد بھی ہوتی تھی اور اُف بھی نکلنا چاہتی تھی لیکن میں اُف کرتا نہیں تھا تا ایسا نہ ہو کہ اُف کرتے وقت میرا ہاتھ ہل جائے اور تیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر آ گرے

سعدؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے جو تیر بھی چلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ یہ فرماتے: اَے اللہ! اسکے نشانے کو درست کر دے
اور اسکی دعا کو قبول کرلے حتی کہ جب میں اپنے ترکش کے تیر چلا کر فارغ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش کے تیر پھیلا دیے

غزوۂ اُحد میں حضرت ابودجانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں آپ کی ڈھال بنے ہوئے تھے چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے، جو تیر بھی آتا وہ حضرت ابودجانہؓ کی کمر پر لگتا، وہ جھکے ہوئے کھڑے تھے اور تمام تیر اپنی کمر پر لے رہے تھے، یہاں تک کہ انکی کمر میں بے شمار تیر پیوست ہو گئے

جنگ اُحد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جاں نثار قربانیوں کا تذکرہ

فلسطین کے عمومی حالات نیز یمن اور پاکستان کے احمدیوں کیلئے دعاؤں کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2؍فروری 2024ء بمطابق 2؍تبلیغ 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر دارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

جنگِ اُحد کے واقعات میں صحابہؓ کی قربانیوں اور ان کے عشقِ رسولؐ کی مثالیں مَیں نے دی تھیں۔ ان میں حضرت علیؓ کی بہادری کے واقعات کا بھی ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کے بارے میں روایت میں آتا ہے کہ غزوۂ اُحد کے موقع پر جب ابنِ قَمِئہ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو شہید کیا تو اس نے یہ گمان کیا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ قریش کی طرف لوٹا اور کہنے لگا کہ مَیں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا ہے۔ جب حضرت مصعبؓ شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا حضرت علیؓ کے سپرد کیا۔ چنانچہ حضرت علیؓ اور باقی مسلمانوں نے لڑائی کی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 529، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2001ء)

حضرت علیؓ نے یکے بعد دیگرے کفار کے علمبرداروں کو تہ تیغ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی ایک جماعت دیکھ کر حضرت علیؓ کو ان پر حملہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت علیؓ نے عمرو بن عبداللہ جُمَحی کو قتل کر دیا اور انہیں منتشر کر دیا۔ پھر آپؐ نے کفار کے دوسرے دستے پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے شَیْبَہ بن مالک کو ہلاک کیا تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً یہ ہمدردی کے لائق ہے یعنی حضرت علیؓ کے بارے میں یہ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں علی مجھ سے ہے اور مَیں علی سے ہوں۔ تو جبرئیلؑ نے کہا کہ مَیں آپ دونوں میں سے ہوں۔ (تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 65، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس بات کو شیعہ حضرات مبالغہ آرائی کر کے بہت زیادہ بڑھا چڑھا بھی لیتے ہیں۔

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوگ ہٹ گئے تو مَیں نے شہداء کی لاشوں میں دیکھنا شروع کیا تو ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ تب مَیں نے کہا خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھاگنے والے تھے اور نہ ہی مَیں نے آپؐ کو شہداء میں پایا ہے لیکن اللہ ہم سے ناراض ہوا اور اس نے اپنے نبی کو اٹھا لیا ہے۔ پس اب میرے لیے بھلائی یہی ہے کہ مَیں لڑوں یہاں تک کہ قتل کر دیا جاؤں۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ پھر مَیں نے اپنی تلوار کی میان توڑ ڈالی اور کفار پر حملہ کیا۔ وہ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان میں ہیں۔

(اسد الغابہ، جلد4، صفحہ 94، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

سعید بن مُسَیَّبؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ اُحد میں حضرت علیؓ کو سولہ زخم لگے تھے۔

(اسد الغابہ، جلد4، صفحہ 93، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مضمون کو بیان فرماتے ہوئے کہ مصائب کے نیچے برکتوں کے خزانے مخفی ہوتے ہیں، یہ بیان فرمایا کہ ’’حضرت علیؓ نے اُحد سے واپس آ کر حضرت فاطمہؓ کو اپنی تلوار دی اور کہا اسکو دھو دو۔ آج اس تلوار نے بڑا کام کیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کی یہ بات سن رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: علیؓ! تمہاری ہی تلوار نے کام نہیں کیا۔ اَور بھی بہت سے تمہارے بھائی ہیں جن کی تلواروں نے جوہر دکھائے ہیں۔ آپؐ نے چھ سات صحابہؓ کے نام لیتے ہوئے فرمایا۔ ان کی تلواریں تمہاری تلوار سے کم تو نہ تھیں۔‘‘ (مصائب کے نیچے برکتوں کے خزانے مخفی ہوتے ہیں، انوار العلوم، جلد19، صفحہ 59)

حضرت ابوطلحہ انصاریؓ کے بارے میں اس حوالے سے ذکر ملتا ہے کہ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب اُحد کی جنگ ہوئی تو لوگ شکست کھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہو گئے اور حضرت ابوطلحہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپؐ کو اپنی ڈھال سے آڑ میں لیے کھڑے رہے اور حضرت ابوطلحہؓ ایسے تیرانداز تھے کہ زور سے کمان کھینچا کرتے تھے۔ انہوں نے اس دن دو یا تین کمانیں توڑیں۔ یعنی اتنی زور سے کھینچتے تھے کہ کمان ٹوٹ جاتی تھی اور اس وقت صحابہؓ میں سے جو کوئی آدمی تیروں کا ترکش اپنے ساتھ لیے گزرتا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے فرماتے کہ ابوطلحہ کیلئے تیر پھینک دو۔ یعنی یہ اچھے تیرانداز ہیں۔ اپنے تیر بھی انہیں دے دو۔ یہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے تھے۔ حضرت انسؓ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھا کر

لوگوں کو دیکھتے تو حضرت ابوطلحہؓ کہتے۔ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَارَسُوْلَ اللهِ، لَا يُصِيْبُكَ سَهْمٌ، نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، سر اٹھا کر نہ دیکھیں مبادا ان لوگوں کے تیروں میں سے کوئی تیر آپؐ کو لگے۔ میرا سینہ آپؐ کے سینے کے سامنے ہے۔

بخاری میں سے یہ حوالہ اخذ کیا گیا ہے۔ (ماخوذ از صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب اذھمت طائفتان منکم ……حدیث 4064) (ماخوذ از الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 384-385، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہؓ ایک ہی ڈھال سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے تھے اور حضرت ابوطلحہؓ اچھے تیر انداز تھے۔ جب وہ تیر چلاتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جھانکتے اور ان کے تیر پڑنے کی جگہ کو دیکھتے۔ (صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب المجن ومن یترس بترس صاحبہ، حدیث 2902)

غزوۂ اُحد میں حضرت ابوطلحہؓ کے اس شعر کے پڑھنے کا بھی ذکر آتا ہے کہ

وَجْهِيْ لِوَجْهِكَ الْوِقَاءُ وَنَفْسِيْ لِنَفْسِكَ الْفِدَاءُ

میرا چہرہ آپؐ کے چہرے کو بچانے کیلئے ہے اور میری جان آپؐ کی جان پر قربان ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد 4، صفحہ 665، مسند حدیث 13781، عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت ابوطلحہ انصاریؓ کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یہ لکھا ہے کہ ''ابوطلحہ انصاریؓ نے تیر چلاتے چلاتے تین کمانیں توڑیں اور دشمن کے تیروں کے مقابل پر سینہ سپر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کو اپنی ڈھال سے چھپایا۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 495)

پھر حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کا ذکر ہے۔ وہ (حضرت ابوطلحہؓ) انصاری تھے۔ یہ قریش میں سے تھے۔ جنگ اُحد کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے ہوئے یہ تیر اپنے ہاتھوں پہ لیتے تھے۔ حضرت طلحہؓ اُحد کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے اور آپؐ سے موت پر بیعت کی۔ مالک بن زُہَیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیر مارا تو حضرت طلحہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو اپنے ہاتھ سے بچایا۔ تیر اُن کی چھوٹی انگلی پر لگا جس سے وہ بے کار ہو گئی۔ جس وقت انہیں پہلا تیر لگا تو تکلیف سے سی کی آواز نکلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ بسم اللہ کہتے تو اس طرح جنت میں داخل ہوتے کہ لوگ انہیں دیکھ رہے ہوتے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جزء 3، صفحہ 162-163، طلحہ بن عبید اللہ قریشی دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

اسی واقعہ کی تفصیل سیرت الحلبیہ میں ایک روایت میں اس طرح بھی ہے: قیس بن ابو حازم کہتے ہیں کہ مَیں نے اُحد کے دن حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے ہاتھ کا حال دیکھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیروں سے بچاتے ہوئے شل ہو گیا تھا۔ ایک قول ہے کہ اس میں نیزہ لگا تھا اور اس سے اتنا خون بہا کہ کمزوری سے بے ہوش ہو گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر پانی کے چھینٹے ڈالے یہاں تک کہ ان کو ہوش آیا۔ ہوش آنے پر انہوں نے فوراً پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے ان سے کہا کہ وہ خیریت سے ہیں اور انہوں نے ہی مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے۔

حضرت طلحہؓ نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كُلُّ مُصِيْبَةٍ بَعْدَهٗ جَلَلٌ کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں۔ ہر مصیبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھوٹی ہے۔ (سیرۃ حلبیہ، جلد 2، صفحہ 324، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

عائشہ اور ام اسحاق جو حضرت طلحہ کی بیٹیاں تھیں۔ ان دونوں نے بیان کیا کہ اُحد کے دن ہمارے والد کو چوبیس زخم لگے جن میں سے ایک چوکور زخم سر میں تھا اور پاؤں کی رگ کٹ گئی تھی۔ انگلی شل ہو گئی تھی اور باقی زخم جسم پر تھے۔ ان پر غشی کا غلبہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔ آپؐ کا چہرہ بھی زخمی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی غشی کا غلبہ تھا۔ حضرت طلحہؓ آپؐ کو اٹھا کر اپنی پیٹھ پر اس طرح الٹے قدموں پیچھے ہٹے کہ جب کبھی مشرکین میں سے کوئی ملتا تو وہ اس سے لڑتے یہاں تک کہ آپؐ کو گھاٹی میں لے گئے اور سہارے سے بٹھا دیا۔ (الطبقات الکبریٰ، جزء 3، صفحہ 163، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

غزوۂ اُحد اور جانباز اور وفادار صحابیوںؓ کا ذکر حضرت مصلح موعودؓ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ اُحد کے دن جب خالد بن ولید نے مسلمانوں پر اچانک حملہ کیا اور مسلمانوں میں انتشار پھیل گیا تو ''چند صحابہؓ دوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے جن کی تعداد زیادہ سے زیادہ تیس تھی۔ کفار نے شدت کے ساتھ اس مقام پر حملہ کیا جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے۔ یکے بعد دیگرے صحابہؓ آپؐ کی حفاظت کرتے ہوئے مارے جانے لگے۔ علاوہ شمشیر زنوں کے تیر انداز اونچے ٹیلوں پر کھڑے ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بے تحاشہ تیر مارتے تھے۔'' یہ دیکھتے ہوئے کہ دشمن اس وقت بے تحاشہ تیر مارتے تھے ''اس وقت طلحہؓ نے جو قریش میں سے تھے اور مکہ کے مہاجرین میں شامل تھے، یہ دیکھتے ہوئے کہ دشمن سب کے سب تیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کی طرف پھینک رہا ہے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کے آگے کھڑا کر دیا۔ تیر کے بعد تیر جو نشانہ پر گرتا تھا وہ طلحہؓ کے ہاتھ پر گرتا تھا مگر جانباز اور وفادار صحابی اپنے ہاتھ کو کوئی حرکت نہیں دیتا تھا۔ اِس طرح تیر پڑتے گئے اور طلحہؓ کا ہاتھ زخموں کی شدت کی وجہ سے بالکل بے کار ہو گیا اور صرف ایک ہی ہاتھ ان کا باقی رہ گیا۔

سالہا سال بعد اِسلام کی چوتھی خلافت کے زمانہ میں جب مسلمانوں میں خانہ جنگی واقع ہوئی تو کسی دشمن نے طعنہ کے طور پر طلحہؓ کو کہا۔ ٹُنڈا۔'' یعنی ہاتھ تمہارا کام نہیں کر رہا۔ ''اِس پر ایک دوسرے صحابیؓ نے کہا۔ ہاں ٹُنڈا ہی ہے مگر کیسا مبارک ٹنڈا ہے۔ تمہیں معلوم ہے طلحہؓ کا یہ ہاتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کی حفاظت میں ٹُنڈا ہوا تھا۔ اُحد کی جنگ کے بعد کسی شخص نے طلحہؓ سے پوچھا کہ جب تیر آپؐ کے ہاتھ پر گرتے تھے تو کیا آپ کو درد نہیں ہوتی تھی اور کیا آپ کے منہ سے اُف نہیں نکلتی تھی؟ طلحہؓ نے جواب دیا۔ درد بھی ہوتی تھی اور اُف بھی نکلنا چاہتی تھی لیکن میں اُف کرتا نہیں تھا تا ایسا نہ ہو کہ اُف کرتے وقت میرا ہاتھ ہل جائے اور تیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر آ گرے۔'' (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 250)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان جاں نثاروں میں سے ایک تھے جنہوں نے بڑی بہادری اور وفا کا مظاہرہ کیا۔ عائشہ بنت سعد نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب لوگوں نے یعنی دشمنوں نے پلٹ کر حملہ کیا تو مَیں ایک طرف ہو گیا۔ مَیں نے کہا ان کو خود سے ہٹا دوں گا یا تو مَیں خود نجات پا جاؤں گا اور یا مَیں شہید ہو جاؤں گا تو اچانک مَیں نے ایک سرخ چہرے والے شخص کو دیکھا۔ قریب تھا کہ مشرکین ان پر غالب آ جائیں تو اس نے اپنا ہاتھ کنکریوں سے بھر کر ان کو مارا تو اچانک میرے اور اس شخص کے درمیان مِقدَاد آ گئے تو مَیں نے ان سے پوچھنے کا ارادہ کیا۔ اس نے مجھے کہا اے سعد! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، تجھے بلا رہے تھے۔ تو مَیں کھڑا ہوا اور مجھے ایسا لگا گویا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ مَیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپؐ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا۔ مَیں تیر چلانے لگا اور مَیں کہتا کہ اے اللہ! تیرا تیر ہے تُو اس کو اپنے دشمن کو مار دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے: اے اللہ! تُو سعد کی دعا قبول کر لے۔ اے اللہ! سعد کے نشانے کو درست کر دے۔ اے سعد! تجھ پر میرے ماں اور باپ فدا ہوں۔ سعد کہتے ہیں یعنی کہ یہ واقعہ بیان کر رہے ہیں کہ اس طرح مَیں کر رہا تھا لیکن اس وقت نظارہ ایسا تھا کہ مجھے لگتا تھا کوئی فرشتہ ہمارے بیچ میں آ گیا ہے اور وہ بھی ساتھ لڑ رہا ہے لیکن اس وقت مجھے کسی نے بتایا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ لگتا ہے مختلف کشفی حالتیں لوگوں میں تھیں یا پھر حقیقت تھی۔ لیکن آخر میں یہ بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ چنانچہ سعدؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے جو تیر بھی چلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ یہ فرماتے اے اللہ! اس کے نشانے کو درست کر دے اور اس کی دعا کو قبول کر لے۔ حتی کہ جب مَیں اپنے ترکش کے تیر چلا کر فارغ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش کے تیر پھیلا دیے اور مجھے ایک بغیر پیکان اور بغیر پر کے تیر دیا اور وہ دوسرے تیروں سے زیادہ تیز تھا۔

علامہ زہریؒ نے لکھا ہے کہ اس دن سعدؓ نے ایک ہزار تیر چلائے تھے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد، جلد 4، صفحہ 200-201 دار الکتب العلمیۃ)

غزوۂ اُحد کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ثابت قدم صحابہؓ تھوڑے رہ گئے اس وقت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بارے میں سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں لکھا ہے کہ سعد بن وقاص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تیر پکڑاتے جاتے تھے اور حضرت سعدؓ یہ تیر دشمن پر بے تحاشا چلاتے جاتے تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے فرمایا: تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں برابر تیر چلاتے جاؤ۔ سعد اپنی آخری عمر تک ان الفاظ کو نہایت فخر کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 495)

ایک روایت میں بیان ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے دن اپنے ترکش سے تیر نکال کر میرے لیے بکھیر دیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیر چلاؤ تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب اذھمت طائفتان منکم ……حدیث 4055)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی کیلئے اپنے ماں باپ فدا کرنے کی دعا دیتے نہیں سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ سے غزوۂ اُحد کے موقع پر فرمایا تھا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تیر چلاتے جاؤ۔ اے بھرپور طاقتور جوان تیر چلاتے جاؤ۔

(جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب ارم فداک ابی وامی، حدیث 3753)

لیکن بخاری میں ایک اَور روایت بھی ہے کہ حضرت سعدؓ کے علاوہ تاریخ میں حضرت زُبیر بن عوامؓ کا نام بھی ملتا ہے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ یعنی تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل النبیؐ، باب مناقب الزبیر بن العوامؓ، حدیث 3720)

اسی طرح حضرت ابودُجانہؓ کی قربانی کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ غزوۂ اُحد میں حضرت ابودُجانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں آپ کی ڈھال بنے ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ جو تیر بھی آتا وہ حضرت ابودجانہؓ کی کمر پر لگتا۔ وہ جھکے ہوئے کھڑے تھے اور تمام تیر اپنی کمر پر لے رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی کمر میں بے شمار تیر پیوست ہو گئے۔

(سیرۃ الحلبیہ، جلد 2، صفحہ 314، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2008ء)

حضرت ابودُجانہؓ کی ثابت قدمی کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں لکھا ہے کہ ''ابودُجانہؓ نے بڑی دیر تک آپؐ کے جسم کو اپنے جسم سے چھپائے رکھا اور جو تیر یا پتھر آتا تھا اسے اپنے جسم پر لیتے تھے۔ حتی کہ ان کا بدن تیروں سے چھلنی ہو گیا مگر انہوں نے اُف تک نہیں کی تا ایسا نہ ہو کہ ان کے بدن میں حرکت پیدا ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کا کوئی حصہ ننگا ہو جاوے اور آپؐ کو کوئی تیر آ لگے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 495)

پھر حضرت سَہل بن حُنَیف ؓ ہیں۔ یہ بھی عظیم المرتبت صحابہ ؓ میں سے تھے جنہوں نے اُحد کے روز ثابت قدمی دکھائی۔ اس روز انہوں نے موت پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ آپؓ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ڈھال بن کر ڈٹے رہے۔ جب دشمن کے شدید حملے کی وجہ سے مسلمان بکھر گئے تو اس دن انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تیر چلائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سہل کو تیر پکڑاؤ کیونکہ تیر چلانا اس کیلئے آسان امر ہے۔ (الاستیعاب، جلد2 صفحہ 662-663، دار الجیل بیروت 1992ء)

پھر ایک خاتون صحابیہ حضرت اُمِّ عُمارہ ؓ کا بھی ذکر ملتا ہے جنہوں نے جنگ اُحد میں بہادری کے جوہر دکھائے اور یہ بہادری کے جوہر دکھانے والی بڑی باوفا جاں نثار صحابیہ ؓ تھیں۔ ان کا پورا نام اُمِّ عُمارہ، عمارہ مَازِنِیَہ تھا۔ حضرت اُمِّ عُمارہ ؓ کا نام نُسَیْبَہ تھا۔ نُسَیْبَہ ان کا اصل نام تھا۔ یہ حضرت زید بن عاصم ؓ کی بیوی تھیں۔ حضرت اُمِّ عمارہ ؓ خود بیان کرتی ہیں کہ غزوۂ اُحد کے موقع پر مَیں یہ دیکھنے کیلئے روانہ ہوئی کہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ میرے پاس پانی سے بھرا ہوا ایک مشکیزہ بھی تھا جو مَیں نے زخمیوں کو پلانے کیلئے ساتھ لے لیا تھا یہاں تک کہ مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئی۔ اُس وقت آپؐ صحابہ ؓ کے درمیان میں تھے اور اس وقت مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا یعنی جنگ کا شروع کا حصہ تھا۔ پھر اچانک صحابہ ؓ افراتفری میں اِدھر اُدھر ہو گئے۔ وہی جو درّہ چھوڑنے والوں کا واقعہ ہوا اور مشرکوں نے پیچھے سے حملہ کیا۔ کہتی ہیں کہ ادھر مشرکوں نے چاروں طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یلغار کر دی۔ یہ صورتحال دیکھ کر مَیں کھڑی ہو کر جنگ کرنے لگی۔ مَیں تلوار کے ذریعہ دشمنوں کو آپؐ کے قریب آنے سے روک رہی تھی۔ ساتھ ہی مَیں کمان سے تیر بھی چلا رہی تھی یہاں تک کہ مَیں خود بھی زخمی ہو گئی۔ ان کے کندھے پر بہت گہرا زخم لگا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ تمہیں کس نے زخمی کیا تو انہوں نے کہا ابنِ قمئہ نے۔ حضرت اُمِّ عمارہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ جب اچانک مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے تتر بتر ہو گئے تو وہ یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ مجھے محمدؐ کی نشاندہی کر دو کیونکہ اگر آج وہ بچ گئے تو سمجھو کہ مَیں نہیں بچا۔ یعنی یا تو آج وہ رہیں گے اور یا میں رہوں گا۔ وہ جب قریب آیا تو کہتی ہیں کہ مَیں نے اور مصعب بن عمیر ؓ نے اس کا راستہ روکا۔ اس وقت اس نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ حملہ کر کے یہ زخم لگایا۔ یہ جو کندھے کا زخم پوچھ رہے ہو ناں یہ اس نے مجھے لگایا تھا۔ مَیں نے اس پر کئی وار کیے مگر وہ خدا کا دشمن دو زرہیں پہنے ہوئے تھا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ غزوۂ اُحد کے موقع پر نُسَیْبَہ، ان کے شوہر حضرت زید بن عاصم ؓ اور اُن کے دونوں بیٹے خُبَیب اور عبداللہ سب کے سب جنگ کیلئے گئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم گھر والوں پر رحمتیں نازل فرمائے۔ ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گھرانے میں برکت عطا فرمائے۔ بہر حال یہ جو دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تو حضرت اُمِّ عُمارہ یعنی نُسَیْبَہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ ہم جنت میں آپؐ کے ساتھ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے فرمایا اے اللہ! ان کو جنت میں میرا رفیق اور ساتھی بنا۔ اسی وقت حضرت اُمِّ عُمارہ ؓ نے کہا کہ اب مجھے اس کی پروا نہیں ہے کہ دنیا میں مجھ پر کیا گزرتی ہے۔ یہ دعا مجھے مل گئی میرے لیے بہت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ اُحد کے دن میں دائیں یا بائیں جدھر بھی دیکھتا تھا ان کو دیکھتا تھا کہ میری حفاظت کیلئے دشمن سے لڑ رہی ہیں۔ غزوۂ اُحد میں حضرت اُمِّ عمارہ ؓ کو بارہ زخم آئے جن میں نیزوں کے زخم بھی تھے اور تلواروں کے بھی تھے۔

(سیرۃ الحلبیہ، جلد2 صفحہ 313-314، دار الکتب العلمیۃ 2008ء)

حضرت اُمِّ عمارہ ؓ کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ؓ نے اس طرح لکھا ہے کہ ''ایک مسلمان خاتون جس کا نام اُمِّ عمارہ تھا تلوار ہاتھ میں لے کر مارتی کاٹتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی۔ اس وقت عبداللہ بن قَمِئہ آپؐ پر وار کرنے کیلئے آگے بڑھ رہا تھا۔ مسلمان خاتون نے جھٹ آگے بڑھ کر وہ وار اپنے اوپر لے لیا اور پھر تلوار تول کر اس پر اپنا وار کیا، مگر وہ ایک دوہری زرہ پہنے ہوئے مرد تھا اور یہ ایک کمزور عورت۔ اس لئے وار کاری نہ پڑا۔ اور ابنِ قمئہ دَرّاتا ہوا اور مسلمانوں کی صفوں کو چیرتا ہوا آگے آیا اور صحابہ ؓ کے روکتے روکتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا اور پہنچتے ہی اس زور اور بے دردی کے ساتھ آپؐ کے چہرہ مبارک پر وار کیا کہ صحابہ ؓ کے دل دہل گئے۔ جاں نثار طلحہ ؓ نے لپک کر'' وہ وار'' اپنے ننگے ہاتھ پر لیا مگر ابنِ قمئہ کی تلوار ان کے ہاتھ کو قلم کرتی ہوئی آپؐ کے پہلو پر پڑی۔ زخم تو خدا کے فضل سے نہ آیا کیونکہ آپؐ نے اوپر تلے دو زرہیں پہنی ہوئی تھیں اور وار کا زور بھی طلحہ کی جاں نثاری سے کم ہو چکا تھا مگر اس صدمہ سے آپؐ چکر کھا کر نیچے گرے اور ابنِ قمئہ نے پھر خوشی کا نعرہ لگایا کہ مَیں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار لیا ہے۔ ابنِ قمئہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وار کر کے خوشی کا نعرہ لگاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا اور اپنے زعم میں یہ سمجھا کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مار لیا ہے مگر جونہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گرے حضرت علی ؓ اور طلحہ ؓ نے فوراً آپؐ کو اوپر اٹھا لیا اور یہ معلوم کر کے مسلمانوں کے پژمردہ چہرے خوشی سے تمتما اٹھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ سلامت ہیں۔ اب آہستہ آہستہ لڑائی کا زور بھی کم ہونا شروع ہو گیا کیونکہ ایک تو کفار اس اطمینان کی وجہ سے کچھ ڈھیلے پڑ گئے تھے کہ محمد رسول اللہ شہید ہو چکے ہیں اور اس لئے انہوں نے لڑائی کی طرف سے توجہ ہٹا کر کچھ تو اپنے مقتولین کی دیکھ بھال اور کچھ مسلمان شہیدوں کی لاشوں کی بے حرمتی کرنے کی طرف پھیر لی تھی اور دوسری طرف مسلمان بھی اکثر منتشر ہو چکے تھے۔'' (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ؓ ایم اے، صفحہ 496-497)

جنگ میں ابوسفیان کے ساتھ مکالمے کا ذکر ملتا ہے اور قریش کس طرح واپس ہوئے۔ غزوۂ اُحد کے دن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ ؓ کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ گئے تو کفار بھی آپؐ کے پیچھے آئے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ابوسفیان نے تین بار پکار کر کہا: کیا ان لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ ؓ کو اسے جواب دینے سے روک دیا۔ پھر اس نے تین بار پکار کر پوچھا: کیا لوگوں میں ابوقحافہ کا بیٹا یعنی ابوبکر ہے؟ پھر تین بار پوچھا: کیا ان لوگوں میں ابنِ خطاب یعنی عمر ہے؟ پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور کہنے لگا یہ جو تھے وہ تو مارے گئے۔ یہ سن کر حضرت عمر ؓ اپنے آپ کو قابو میں نہ کر سکے اور بولے اے اللہ کے دشمن! بخدا! تم نے جھوٹ کہا ہے۔ جن کا تم نے نام لیا ہے وہ سب زندہ ہیں۔ جو بات ناگوار ہے اس میں سے ابھی تیرے لیے بہت کچھ باقی ہے۔ یہ بھی بخاری کی روایت ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب ما یکرہ من التنازع والاختلاف فی الحرب)

ابوسفیان بولا یہ معرکہ بدر کے معرکہ کا بدلہ ہے۔ لڑائی تو ڈول کی طرح ہے۔ کبھی اس کی فتح اور کبھی اس کی فتح۔ تم لوگوں میں سے کچھ ایسے مُردے پاؤ گے جن کے ناک کان کاٹے گئے ہیں یعنی مُثلہ کیا گیا ہے۔ اس نے کہا کہ مَیں نے اس کا حکم نہیں دیا لیکن مَیں نے اسے بُرا بھی نہیں سمجھا۔ پھر اس کے بعد وہ یہ رجز یہ فقرہ پڑھنے لگا کہ اُعْلُ ھُبَل۔ اُعْلُ ھُبَل۔ ہبل کی جے، ہبل کی جے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اب اسے جواب نہیں دو گے؟ صحابہ ؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! ہم کیا کہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَل اللہ ہی سب سے بلند اور بڑی شان والا ہے۔ پھر ابوسفیان نے کہا عُزّیٰ نامی بت ہمارا ہے اور تمہارا کوئی عُزّیٰ نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ کیا تم اسے جواب نہیں دو گے؟ حضرت بَرَاء بن عازِب ؓ کہتے ہیں کہ صحابہ ؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! ہم کیا کہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو کہ اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ کہ اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب ما یکرہ من التنازع والاختلاف فی الحرب......حدیث 3039)

اسکے بعد ابوسفیان نے پکار کر مسلمانوں سے کہا کہ آئندہ سال میدانِ بدر میں ہم تم سے پھر ملیں گے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ ؓ میں سے ایک شخص سے فرمایا کہہ دو کہ ہاں ہمارا تمہارا ملنے کا وعدہ رہا۔

(سیرۃ الحلبیہ، جلد2 صفحہ 333، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2008ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں لکھا ہے کہ ''اِدھر مسلمان اپنی مرہم پٹی میں مصروف تھے تو اُدھر دوسری طرف یعنی نیچے میدان جنگ میں مکہ کے قریش مسلمان شہیدوں کی نعشوں کی نہایت بے دردانہ طور پر بے حرمتی کر رہے تھے۔ مُثلہ کی وحشیانہ رسم پوری وحشت کے ساتھ ادا کی گئی اور مسلمان شہیدوں کی نعشوں کے ساتھ مکہ کے خونخوار درندوں نے جو کچھ بھی ان کے دل میں آیا وہ کیا۔ قریش کی عورتوں نے مسلمانوں کے ناک کان کاٹ کر ان کے ہار پروئے اور پہنے۔ ابوسفیان کی بیوی ہند حضرت حمزہ ؓ کا جگر نکال کر چبا گئی۔ غرض بقول سر ولیم میور ''مسلمانوں کی نعشوں کے ساتھ قریش نے نہایت وحشیانہ سلوک کیا'' اور مکہ کے رؤساء دیر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعش میدان میں تلاش کرتے رہے اور اس نظارے کے شوق میں ان کی آنکھیں ترس گئیں مگر جو چیز کہ نہ پانی تھی نہ پائی۔'' یہ تو ہو نہیں سکتا تھا۔ آپؐ تو وہاں تھے ہی نہیں۔ ''اس تلاش سے مایوس ہو کر ابوسفیان اپنے چند ساتھیوں کو ساتھ لے کر اس دَرَّہ کی طرف بڑھا جہاں مسلمان جمع تھے اور اس کے قریب کھڑے ہو کر پکار کر بولا۔ ''مسلمانو! کیا تم میں محمدؐ ہے؟'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی جواب نہ دے۔ چنانچہ سب صحابہ ؓ خاموش رہے۔ پھر اس نے ابوبکر ؓ و عمر ؓ کا پوچھا مگر اس پر بھی آپؐ کے ارشاد کے ماتحت کسی نے جواب نہ دیا۔ جس پر اس نے بلند آواز سے فخر کے لہجہ میں کہا کہ یہ سب لوگ مارے گئے ہیں کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اس وقت حضرت عمر ؓ سے نہ رہا گیا اور وہ بے اختیار ہو کر بولے۔ اے عدو اللہ! تُو جھوٹ کہتا ہے ہم سب زندہ ہیں اور خدا ہمارے ہاتھوں سے تمہیں ذلیل کرے گا۔ ابوسفیان نے حضرت عمر ؓ کی آواز پہچان کر کہا ''عمر! سچ سچ بتاؤ کیا محمدؐ زندہ ہے؟'' حضرت عمر ؓ نے کہا ''ہاں ہاں! خدا کے فضل سے وہ زندہ ہیں اور تمہاری یہ باتیں سن رہے ہیں۔'' ابوسفیان نے کسی قدر دھیمی آواز میں کہا۔ تو پھر ابنِ قمئہ نے جھوٹ کہا ہے کیونکہ مَیں تمہیں اس سے زیادہ سچا سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد ابوسفیان نے نہایت بلند آواز سے پکار کر کہا۔ اُعْلُ ھُبَلْ یعنی ''اے ہبل تیری بلندی ہو۔'' ''صحابہ ؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا خیال کر کے خاموش رہے'' کیونکہ آپؐ نے پہلے روکا تھا ناں۔ ''مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے نام پر تو خاموش رہنے کا حکم دیتے تھے اب خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں بت کا نام آنے پر بے تاب ہو گئے اور فرمایا ''تم جواب کیوں نہیں دیتے؟'' صحابہ ؓ نے عرض کیا ''یا رسول اللہؐ! کیا جواب دیں؟'' آپؐ نے فرمایا کہ و اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ یعنی ''بلندی اور بزرگی صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔'' ابوسفیان نے کہا لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ ''ہمارے ساتھ عزیٰ ہے اور تمہارے ساتھ عزیٰ نہیں ہے۔'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ ؓ سے فرمایا کہو اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ عزیٰ کیا چیز ہے۔ ''ہمارے ساتھ اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارے ساتھ کوئی مددگار نہیں۔'' اسکے بعد ابوسفیان نے کہا ''لڑائی ایک ڈول کی طرح ہوتی ہے جو کبھی چڑھتا اور کبھی گرتا ہے۔ پس یہ دن بدر کے دن کا بدلہ سمجھو اور تم میدان جنگ میں ایسی لاشیں پاؤ گے جن کے ساتھ مثلہ کیا گیا ہے۔ مَیں نے اس کا حکم نہیں دیا مگر جب مجھے اس کا علم ہوا تو مجھے اپنے آدمیوں کا یہ فعل کچھ بُرا بھی نہیں لگا۔'' اور ہمارے اور تمہارے درمیان آئندہ سال انہی ایام میں بدر کے مقام میں پھر جنگ کا وعدہ رہا۔ ایک صحابی ؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے ماتحت جواب دیا کہ ''بہت اچھا۔ یہ وعدہ رہا۔'' یہ کہہ کر ابوسفیان اپنے ساتھیوں کو لے کر نیچے اتر گیا اور پھر جلد ہی

لشکرِ قریش نے مکہ کی راہ لی۔‘‘

آپؓ لکھتے ہیں کہ ’’یہ ایک عجیب بات ہے کہ باوجود اسکے کہ قریش کو اس موقعہ پر مسلمانوں کے خلاف غلبہ حاصل ہوا تھا اور ظاہری اسباب کے لحاظ سے وہ اگر چاہتے تو اپنی اس فتح سے فائدہ اٹھا سکتے تھے اور مدینہ پر حملہ آور ہونے کا راستہ تو بہر حال ان کیلئے کھلا تھا مگر خدائی تصرف کچھ ایسا ہوا کہ قریش کے دل باوجود اس فتح کے اندر ہی اندر مرعوب تھے اور انہوں نے اسی غلبہ کو غنیمت جانتے ہوئے جو اُحد کے میدان میں ان کو حاصل ہوا تھا مکہ کو جلدی جلدی لوٹ جانا ہی مناسب سمجھا مگر بایں ہمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید احتیاط کے خیال سے فوراً ستر صحابہؓ کی ایک جماعت جس میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت زبیرؓ بھی شامل تھے تیار کر کے لشکر قریش کے پیچھے روانہ کر دی۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔ عام مؤرخین یوں بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علیؓ یا بعض روایات کی رُو سے سعد بن وقاصؓ کو قریش کے پیچھے بھجوایا اور ان سے فرمایا کہ اس بات کا پتہ لاؤ کہ لشکرِ قریش مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت تو نہیں رکھتا اور آپؐ نے ان سے فرمایا اگر قریش اونٹوں پر سوار ہوں اور گھوڑوں کو خالی چلا رہے ہوں تو سمجھنا کہ وہ مکہ کی طرف واپس جارہے ہیں، مدینہ پر حملہ آور ہونے کا ارادہ نہیں رکھتے اور اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں تو سمجھنا ان کی نیت بخیر نہیں اور آپؐ نے ان کو تاکید فرمائی کہ اگر قریش کا لشکر مدینہ کا رخ کرے تو فوراً آپؐ کو اطلاع دی جاوے اور آپؐ نے بڑے جوش کی حالت میں فرمایا کہ اگر قریش نے اس وقت مدینہ پر حملہ کیا تو خدا کی قسم! ہم ان کا مقابلہ کر کے انہیں اس حملہ کا مزا چکھا دیں گے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجے ہوئے آدمی آپؐ کے ارشاد کے ماتحت گئے اور بہت جلد یہ خبر لے کر واپس آ گئے کہ قریش کا لشکر مکہ کی طرف جارہا ہے۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 498 تا 500)

حضرت مصلح موعودؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخمی ہو کر بے ہوش ہونے اور اسکے بعد کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’تھوڑی دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آ گیا اور صحابہؓ نے چاروں طرف میدان میں آدمی دوڑا دیئے کہ مسلمان پھر اکٹھے ہو جائیں۔ بھاگا ہوا لشکر پھر جمع ہونا شروع ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں لے کر پہاڑ کے دامن میں چلے گئے۔ جب دامنِ کوہ میں بچا کھچا لشکر کھڑا تھا تو ابوسفیان نے بڑے زور سے آواز دی اور کہا ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی بات کا جواب نہ دیا تا ایسا نہ ہو دشمن حقیقت حال سے واقف ہو کر حملہ کر دے اور زخمی مسلمان پھر دوبارہ دشمن کے حملہ کا شکار ہو جائیں۔ جب اِسلامی لشکر سے اِس بات کا کوئی جواب نہ ملا تو ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ اس کا خیال درست ہے اور اس نے بڑے زور سے آواز دے کر کہا ہم نے ابوبکرؓ کو بھی مار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو بھی حکم فرمایا کہ کوئی جواب نہ دیں۔ پھر ابوسفیان نے آواز دی ہم نے عمرؓ کو بھی مار دیا۔ تب عمرؓ جو بہت جوشیلے آدمی تھے انہوں نے اسکے جواب میں یہ کہنا چاہا کہ ہم لوگ خدا کے فضل سے زندہ ہیں اور تمہارے مقابلہ کیلئے تیار ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ مسلمانوں کو تکلیف میں مت ڈالو اور خاموش رہو۔ اب کفار کو یقین ہو گیا کہ اِسلام کے بانی کو بھی اور ان کے دائیں بائیں بازو کو بھی ہم نے مار دیا ہے۔ اِس پر ابوسفیان اور اسکے ساتھیوں نے خوشی سے نعرہ لگایا اُعْلُ ھُبَل۔ اُعْلُ ھُبَل ہمارے معزز بت ہبل کی شان بلند ہو کہ اس نے آج اِسلام کا خاتمہ کر دیا ہے۔‘‘ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’وہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی موت کے اعلان پر، ابوبکرؓ کی موت کے اعلان پر اور عمرؓ کی موت کے اعلان پر خاموشی کی نصیحت فرما رہے تھے تا ایسا نہ ہو کہ زخمی مسلمانوں پر پھر کفار کا لشکر لوٹ کر حملہ کر دے اور مٹھی بھر مسلمان اسکے ہاتھوں شہید ہو جائیں اب جبکہ خدائے واحد کی عزت کا سوال پیدا ہوا اور شرک کا نعرہ میدان میں مارا گیا تو آپؐ کی روح بے تاب ہو گئی اور آپؐ نے نہایت جوش سے صحابہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! ہم کیا کہیں؟ فرمایا کہو اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ۔ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ۔ تم جھوٹ بولتے ہو کہ ہبل کی شان بلند ہوئی۔ یہ جھوٹ ہے تمہارا۔ ’’اللہ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ ہی معزز ہے اور اس کی شان بالا ہے۔

اور اس طرح آپؐ نے اپنے زندہ ہونے کی خبر دشمنوں تک پہنچا دی۔ اِس دلیرانہ اور بہادرانہ جواب کا اثر کفار کے لشکر پر اتنا گہرا پڑا کہ باوجود اِس کے کہ ان کی امیدیں اس جواب سے خاک میں مل گئیں اور باوجود اس کے کہ ان کے سامنے مٹھی بھر زخمی مسلمان کھڑے ہوئے تھے جن پر حملہ کر کے ان کو مار دینا مادی قوانین کے لحاظ سے بالکل ممکن تھا وہ دوبارہ حملہ کرنے کی جرات نہ کر سکے اور جس قدر فتح ان کو نصیب ہوئی تھی اسی کی خوشیاں مناتے ہوئے مکہ کو واپس چلے گئے۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 252-253)

حضرت مصلح موعودؓ نے مختلف زاویوں سے اس واقعہ کو مختلف جگہ بیان فرمایا ہے جو انشاء اللہ آئندہ بھی بیان کروں گا۔

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ (البقرۃ: 184)

طالبِ دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

اس وقت جیسا کہ میں عموماً دعا کیلئے کہتا ہوں، فلسطینیوں کے عمومی حالات کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

سنا ہے کہ شاید غزہ میں تو جنگ بندی کی کوشش ہو رہی ہے۔ شاید اسرائیلی حکومت بھی کچھ حد تک مان جائے لیکن لبنان کی سرحد کے ساتھ جنگ بھڑکنے کے امکان زیادہ بڑھ رہے ہیں اور اس کا اثر جو ہے پھر ویسٹ بنک کے فلسطینیوں پر بھی ہوگا۔ مغربی حکومتوں میں انصاف کا کوئی نام ونشان ہی نہیں۔ اب تو ان کے اپنے لکھنے والے مزید کھل کر لکھنے لگ گئے ہیں کہ ظلم کی انتہا ہو رہی ہے۔ امریکہ کے لیڈر صرف اپنی معیشت بہتر کرنے کیلئے ان جنگوں کو ہوا دے رہے ہیں اور اسی وجہ سے ان کی آمد بڑھ رہی ہے کیونکہ ان کے اسلحہ کے کارخانے زیادہ پیداوار دے رہے ہیں۔ اب تو ان کے اپنے تجزیہ نگار بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ امریکہ اپنی اکانومی کو بہتر کرنے کیلئے اس جنگ کو طول دینے کی کوشش کر رہا ہے اور دنیا میں فساد پھیلا رہا ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ سے یہ لوگ بچ نہیں سکتے۔

احمدی بہرحال اپنی دعاؤں اور رابطوں سے تباہی سے بچنے کیلئے اپنا کردار ادا کریں۔

گذشتہ دنوں یہ خبر بھی تھی کہ یو این کی مدد کرنے والی جو ایجنسی ہے امریکہ اور یو کے وغیرہ نے انہیں مالی مدد دینا بند کر دیا ہے۔ انکار کر دیا ہے کہ ان کے گیارہ یا بارہ لوگ حماس کے ساتھ ملے ہوئے تھے اس کی وجہ سے یہ ظلم کہ فلسطینیوں کی مدد نہ کرو۔ یہ اس لیے ہے کہ ان کو مجبور کیا جائے اور کچھ بھی نہیں۔ لیکن حیرت اس بات پہ ہے کہ اگر مغربی ملکوں نے مدد بند کی ہے تو یہ کوئی خبر نہیں آرہی کہ تیل کی دولت رکھنے والے مسلمان ممالک نے یہ اعلان کیوں نہیں کیا کہ ہم یہ مدد کریں گے کیونکہ یو این ایجنسی نے تو اعلان کیا ہے کہ اگر مدد نہ ملی تو فروری کے بعد ہم کوئی aid نہیں پہنچا سکتے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ ان مسلمان ملکوں کو بھی اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا کا فساد بھی ختم ہو۔

اَب ایران کے ساتھ بھی جنگ کا خطرہ بڑھ رہا ہے۔ اسی طرح یمن کے احمدیوں کیلئے بھی دعا کریں۔ ایک ہمارے مخلص احمدی کی وہاں قید یا نظر بندی کے دوران علاج صحیح نہ ہونے کی صورت میں وفات بھی ہوئی ہے۔ تفصیلات تو مشکل سے ہی ملتی ہیں۔ بہرحال ان لوگوں کیلئے دعا کریں جو مشکلات میں گرفتار ہیں۔ مزید تفصیلات ملنے پر ان شاء اللہ مرحوم کا پھر جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔

پاکستان کے احمدیوں کیلئے بھی دعا کریں۔ اپنے سیاسی مفادات کیلئے ہمیشہ احمدیوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور اسی طرح بعض شدت پسند تنظیموں سے بھی جماعت کو خطرہ ہے۔ جماعت کو، افرادِ جماعت کو تو ہر جگہ دوہرا خطرہ ہوتا ہے۔ ایک شہری ہونے کی حیثیت سے اور ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے۔ ربوہ اور باقی شہروں کے احمدیوں کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ شریروں کے شر اُن پر الٹائے اور اللہ تعالیٰ ہر ملک میں احمدیوں کی حفاظت فرمائے۔ اور یہ دنیا اس حقیقت کو پہچان لے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیے بغیر ان کیلئے کوئی راستہ باقی نہیں ہے۔ ان کی بقا اسی میں ہے کہ اللہ کو پہچانیں اور اللہ کے بھیجے ہوئے کو مانیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی توفیق دے۔

......☆......☆......☆......

129 واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 27، 28 اور 29 / دسمبر 2024ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 129 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2024ء کیلئے مورخہ 27، 28 اور 29 / دسمبر 2024ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو جلسہ میں شامل ہو کر اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

خطبہ جمعہ

اس مقدس انسانؐ کے کانوں میں جب آواز پڑی اُعْلُ ھُبَلْ۔ اُعْلُ ھُبَلْ۔ ہبل کی شان بلند ہو، ہبل کی شان بلند ہو تو اس کے جذبۂ توحید نے جوش مارا

کیونکہ اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال نہیں تھا اب ابوبکرؓ اور عمرؓ کا سوال نہیں تھا، اب اللہ تعالیٰ کی عزت کا سوال تھا

آپؐ نے بڑے جوش سے فرمایا تم کیوں جواب نہیں دیتے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم کیا جواب دیں؟

آپؐ نے فرمایا کہو اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ۔ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ۔ ہبل کیا چیز ہے خدا تعالیٰ کی شان بلند ہے خدا تعالیٰ کی شان بلند ہے

حضرت سعید بن ربیعؓ نے شہادت سے قبل فرمایا: میرے بھائی مسلمانوں کو میرا اسلام پہنچا دینا اور میری قوم اور میرے رشتہ داروں سے کہنا کہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس خدا تعالیٰ کی ایک بہترین امانت ہیں اور ہم اپنی جانوں سے اس امانت کی حفاظت کرتے رہے ہیں

اب ہم جاتے ہیں اور اس امانت کی حفاظت تمہارے سپرد کرتے ہیں، ایسا نہ ہو کہ تم اس کی حفاظت میں کمزوری دکھاؤ

اللہ تعالیٰ ہمارے اندر بھی عشقِ رسولؐ کی اس روح کو پیدا فرمائے اور جب یہ سوچ پیدا ہوگی تو ہم اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بھی بڑھیں گے اور اپنی کمزوریوں کو دُور کرنے کی بھی

حقیقت میں کوشش کریں گے تاکہ ہم صحیح اسلامی رنگ اپنی عبادتوں میں، اپنے اخلاق میں، اپنی عادات میں پیدا کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے

جنگ اُحد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قربانیوں اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان افروز تذکرہ

یمن کے پہلے شہید احمدی ڈاکٹر منصور شبوطی صاحب، صلاح الدین محمد صالح عبد القادر صاحب آف کبابیر اور ریحانہ فرحت صاحبہ آف ربوہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9؍فروری 2024ء بمطابق 9؍تبلیغ 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

جنگِ اُحد کے حوالے سے ابوسفیان کے نعروں کا ذکر ہو رہا تھا جس میں وہ اپنے بتوں کی بڑائی بیان کر رہا تھا اور اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا تعالیٰ کیلئے غیرت کا اظہار تھا۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیرت کا اظہار فرمایا اور ان حالات میں بھی اللہ کا نام بلند کرنے کا نعرہ لگوایا۔ اس ضمن میں مزید حوالے مَیں پیش کروں گا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’احادیث میں آتا ہے کہ غزوۂ اُحد میں جب ابوسفیان نے بڑے زور سے کہا کہ لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ یعنی ہماری تائید میں ہمارا عزیٰ بت ہے مگر تمہاری تائید میں کوئی بت نہیں تو اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تم کہو لَنَا مَوْلٰی وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ۔ ہمارا والی اور ہمارا مددگار رہمارا حیّ و قیوم خدا ہے مگر تمہارا کوئی والی اور مددگار نہیں۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’یہ اَنْتَ مَوْلٰنَا کی سچائی کا کیسا عملی ثبوت تھا کہ تلواروں کے سایہ میں بھی انہوں نے یہی کہا کہ اللہ ہمیں بچا سکتا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد2، صفحہ 660، ایڈیشن 2004ء)

پھر آپؓ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ’’جب مسلمانوں کے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو وہ جلدی جلدی واپس لوٹے اور انہوں نے آپؐ کے اوپر سے لاشوں کو ہٹایا۔ معلوم ہوا کہ آپؐ ابھی زندہ ہیں اور سانس لے رہے ہیں۔ اس وقت سب سے پہلے آپؐ کے خَود کا کیل نکالا گیا۔ یہ کیل نکلتا نہیں تھا آخر ایک صحابیؓ نے اپنے دانتوں سے نکالا جس کی وجہ سے ان کے دو دانت ٹوٹ گئے۔ پھر آپؐ کے منہ پر پانی چھڑکا گیا تو آپؐ ہوش میں آ گئے۔ اکثر صحابہؓ تو تتر بتر ہو چکے تھے صرف چند صحابہؓ کا گروہ آپؐ کے پاس تھا۔ آپ نے ان سے فرمایا ہمیں اب پہاڑ کے دامن میں چلے جانا چاہئے۔ چنانچہ آپؐ ان کو لے کر ایک پہاڑی کے دامن میں چلے گئے اور پھر باقی لشکر بھی آہستہ آہستہ اکٹھا ہونا شروع ہوا۔ کفار کا لشکر جب واپس جا رہا تھا تو ابوسفیان نے بلند آواز سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا اور کہا ہم نے اسے مار دیا ہے۔ صحابہؓ نے جواب دینا چاہا مگر آپؐ نے ان کو روک دیا۔ فرمایا: یہ موقعہ نہیں۔ ہمارے آدمی تتر بتر ہو چکے ہیں کچھ مارے گئے ہیں اور کچھ زخمی ہیں۔ ہم تھوڑے سے آدمی یہاں ہیں اور پھر تھکے ماندے ہیں۔ کفار کا لشکر تین ہزار کا ہے اور وہ بالکل سلامت ہے۔ ایسی حالت میں جواب دینا مناسب نہیں۔ وہ اگر کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے مار دیا ہے تو کہنے دو۔ چنانچہ آپؐ کی ہدایت کے مطابق صحابہؓ خاموش رہے۔ جب ابوسفیان کو کوئی جواب نہ ملا تو اس نے کہا ہم نے ابوبکرؓ کو بھی مار دیا ہے۔ آپؐ نے صحابہؓ کو پھر جواب دینے سے روک دیا اور فرمایا خاموش رہو۔ وہ کہتا ہے تو کہنے دو چنانچہ صحابہؓ اس پر بھی خاموش رہے۔ ابوسفیان کو جب پھر کوئی جواب نہ ملا تو اس نے کہا ہم نے عمرؓ کو بھی مار دیا ہے۔

حضرت عمرؓ بڑے تیز طبیعت کے تھے۔ آپؓ بولنے لگے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو منع کر دیا۔ بعد میں آپ نے بتایا‘‘ حضرت عمرؓ نے بعد میں یہ کہا ’’کہ میں کہنے لگا تھا کہ تم کہتے ہو ہم نے عمرؓ کو مار دیا ہے حالانکہ عمرؓ اب بھی تمہارا سر توڑنے کیلئے موجود ہے۔ بہرحال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی جواب دینے سے منع کر دیا۔ جب ابوسفیان نے دیکھا کہ کوئی جواب نہیں آیا تو اس نے نعرہ مارا۔ اُعْلُ ھُبَلْ۔ اُعْلُ ھُبَلْ۔ یعنی ہبل دیوتا جسے ابوسفیان بڑا سمجھتا تھا اسکی شان بلند ہو۔ ہبل کی شان بلند ہو۔ (یعنی آخر ہمارے ہبل نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اسکے ساتھیوں کو مار ہی دیا) صحابہؓ کو چونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بولنے اور جواب دینے سے منع فرمایا تھا اس لئے وہ اب بھی خاموش رہے مگر خدا کا وہ رسولؐ جس نے اپنی موت کی خبر سن کر کہا تھا خاموش رہو جواب مت دو۔ حضرت ابوبکرؓ کی موت کی خبر سن کر کہا تھا خاموش رہو جواب مت دو۔ حضرت عمرؓ کی موت کی خبر سن کر کہا تھا خاموش رہو جواب مت دو اور جو بار بار کہتا تھا کہ اس وقت ہمارا لشکر پراگندہ ہے اور خطرہ ہے کہ دشمن پھر حملہ نہ کر دے اس لئے خاموشی کے ساتھ اس کی باتیں سنتے چلے جاؤ۔

اس مقدس انسانؐ کے کانوں میں جب آواز پڑی اُعْلُ ھُبَلْ۔ اُعْلُ ھُبَلْ۔ ہبل کی شان بلند ہو، ہبل کی شان بلند ہو تو اسکے جذبۂ توحید نے جوش مارا کیونکہ اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سوال نہیں تھا اب ابوبکرؓ اور عمرؓ کا سوال نہیں تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کی عزت کا سوال تھا۔ آپؐ نے بڑے جوش سے فرمایا تم کیوں جواب نہیں دیتے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم کیا جواب دیں؟ آپؐ نے فرمایا کہو اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ۔ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ۔ ہبل کیا چیز ہے خدا تعالیٰ کی شان بلند ہے خدا تعالیٰ کی شان بلند ہے۔ یہ کتنا شاندار مظاہرہ آپؐ کے جذبۂ توحید کا ہے۔

آپؐ نے تین دفعہ صحابہؓ کو جواب دینے سے روکا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو خطرہ کی اہمیت کا پورا احساس تھا۔ آپؐ جانتے تھے کہ اسلامی لشکر تتر بتر ہو گیا ہے اور بہت کم لوگ آپؐ کے ساتھ ہیں۔ اکثر صحابہؓ زخمی ہو گئے ہیں اور باقی تھکے ہوئے ہیں۔ اگر دشمن کو یہ معلوم ہو گیا کہ اسلامی لشکر کا ایک حصہ جمع ہے تو وہ کہیں پھر حملہ کرنے کی جرأت نہ کرے مگر ان حالات کے باوجود جب خدا تعالیٰ کی عزت کا سوال آیا تو آپؐ نے خاموش رہنا برداشت نہ کیا اور سمجھا کہ دشمن کو خواہ پتہ لگے یا نہ لگے۔ خواہ وہ حملہ کرے اور ہمیں ہلاک کر دے اب ہم خاموش نہیں رہیں گے۔ چنانچہ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا تم خاموش کیوں ہو؟ جواب کیوں نہیں دیتے کہ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ۔ اَللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ‘‘ (تفسیر کبیر، جلد10، صفحہ 341-342، ایڈیشن 2004ء) یہ سارا بیان آپؓ نے سورت کوثر کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے۔ اسکی تفصیل اگر پڑھنی ہے تو تفسیر کبیر میں سے پڑھیں۔ اَور بھی بہت ساری باتیں علم میں اضافے کیلئے وہاں سے مل جائیں گی۔

پھر ایک جگہ آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’مکہ کے جن اکابر نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنا چاہا کیا آج دنیا میں ان لوگوں کا کوئی نام لیوا ہے؟ اُحد کے مقام پر ابوسفیان نے آواز دی تھی اور کہا تھا کیا تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے؟ اور جب اسکا جواب نہ ملا تو اس نے کہا ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار ڈالا ہے۔ پھر اس نے آواز

دی۔ کیا تم میں ابوبکرؓ ہے؟ اور جب اسکا بھی جواب نہ ملا تو اس نے کہا ہم نے ابوبکرؓ کو بھی مار ڈالا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کیا تم میں عمرؓ ہے؟ جب اسکا بھی جواب نہ ملا تو اس نے کہا ہم نے عمرؓ کو بھی مار ڈالا ہے (بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ اُحُد) لیکن آج جاؤ اور دنیا کے کناروں پر اس آواز دینے والے کے ہمنوا کفار کے سردار ابوجہل کو بلاؤ اور آواز دو کہ کیا تم میں ابوجہل ہے؟ تو تم دیکھو گے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر تو کروڑوں آوازیں بلند ہونا شروع ہو جائیں گی اور ساری دنیا بول اٹھے گی کہ ہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود ہیں کیونکہ آپ کی نمائندگی کا شرف ہمیں حاصل ہے لیکن ابوجہل کو بلانے پر تمہیں کسی گوشہ سے بھی آواز اٹھتی سنائی نہیں دے گی۔ ابوجہل کی اولاد آج بھی دنیا میں موجود ہے مگر کسی کو جرأت نہیں کہ وہ یہ کہہ سکے کہ میں ابوجہل کی اولاد میں سے ہوں۔ شاید عُتْبَہ اور شَیْبَہ کی اولاد بھی آج دنیا میں موجود ہو مگر کیا کوئی کہتا ہے کہ میں عتبہ اور شیبہ کی اولاد ہوں۔" (تفسیر کبیر، جلد 2، صفحہ 290-291، ایڈیشن 2004ء) پس رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بلند کیا اور بلند رکھا۔

پھر اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ "انبیاء پر جو مصائب آتے ہیں ان میں بھی اللہ تعالیٰ کے ہزار ہا اسرار ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سے مصائب آتے تھے۔ جنگ اُحد میں ایک روایت ہے کہ آپؐ کو ستر تلواروں کے زخم لگے تھے اور مسلمانوں کی ظاہری حالت خراب دیکھ کر کفار کو بڑی خوشی ہوئی۔ چنانچہ ایک کافر نے یہ یقین کر کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب کبار سب شہید ہو گئے ہوں گے بآواز بلند پکار کر کہا کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں ہے؟ آنحضرتؐ نے کہا کہ خاموش رہو۔ اسکا جواب نہ دو۔ خاموشی سے اسے خوشی ہوئی کہ فوت ہو گئے ہوں گے اس واسطے جواب نہیں آیا۔ پھر اسی طرح اس نے حضرت ابوبکرؓ کے متعلق آواز دیا۔ تب بھی ادھر سے خاموشی اختیار کی۔ پھر اس نے حضرت عمرؓ کے متعلق آواز دیا۔ حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا۔ انہوں نے کہا کمبخت کیا بکتا ہے۔ سب زندہ ہیں۔ ایسی تلخیوں کا دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے مگر ان کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اس کے بعد کفار ہم پر چڑھائی نہ کریں گے۔" یہ غالباً غزوۂ خندق کے بعد آپ نے فرمایا تھا۔ اُحد کے بعد پھر غزوۂ خندق ہوئی۔ یہ ملفوظات کا کیونکہ حوالہ ہے، ہو سکتا ہے لکھنے والے سے رہ گیا ہو تو یہ غزوہ خندق کے بعد آپؐ نے فرمایا تھا کہ اب اس کے بعد کفار ہم پر چڑھائی نہ کریں گے" بلکہ ہم کفار پر چڑھائی کریں گے۔ مکہ سے نکلنے کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسی تلخی کا وقت تھا۔" (ملفوظات، جلد 9، صفحہ 266-267، ایڈیشن 2022ء) لیکن اب اللہ تعالیٰ نے حالات بدل دیے۔

حضرت حَنْظَلَہؓ کی شہادت کا واقعہ بیان ہوتا ہے۔ اسی جنگ میں ایک اَور صحابی کی جاں نثاری، بہادری اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنی جان تک قربان کر دینے کا واقعہ ملتا ہے۔ یہ وہ صحابی تھے کہ ان کی بیوی بتاتی ہیں کہ میرے شوہر کو جب پتہ چلا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کیلئے روانہ ہو گئے ہیں تو میرے شوہر پر غسلِ جنابت فرض تھا لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کی خبر سن کر اتنی جلدی اور بے تابی سے گھر سے نکلے ہیں کہ غسل کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا اور تلوار لے کر میدانِ جنگ کی طرف چل پڑے۔ جنگ کے دوران وہ ایک دفعہ کفار کے سپہ سالار ابوسفیان کے سامنے پہنچ گئے۔ ابوسفیان گھوڑے پر تھا۔ حضرت حنظلہؓ نے اس کے گھوڑے پر وار کر کے اسے زخمی کر دیا جس کے نتیجہ میں گھوڑے نے ابوسفیان کو نیچے گرا دیا۔ ابوسفیان نیچے گرتے ہی چلانے لگا۔ ادھر حضرت حنظلہؓ نے فوراً تلوار بلند کر کے ابوسفیان کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا مگر اسی وقت شَدَّاد بن اوس کی ان پر نظر پڑی۔ ایک قول کے مطابق صحیح نام شدّاد بن اَسْوَد ہے۔ غرض شدّاد نے حضرت حنظلہؓ کو ابوسفیان پر تلوار بلند کرتے دیکھا تو اس نے جلدی سے حضرت حنظلہؓ پر تلوار کا وار کر کے انہیں شہید کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حنظلہؓ کے قتل پر فرمایا کہ تمہارے ساتھی یعنی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ مَیں فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آسمان اور زمین کے درمیان چاندی کے برتنوں میں صاف شفاف پانی لیے حنظلہ کو غسل دے رہے ہیں۔

حضرت حنظلہؓ کی بیوی کا نام جمیلہ تھا اور یہ سردارِ منافقین عبداللہ بن اُبَیّ بن سَلُول کی بیٹی اور حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول کی بہن تھیں۔ حضرت جمیلہؓ نے کہا وہ یعنی حضرت حنظلہؓ جنابت کی حالت میں ہی میدان جنگ میں آ گئے تھے یعنی ان کو غسل کرنے کی ضرورت تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جمیلہؓ کی آواز سن کر فرمایا "اسی لیے فرشتے ان کو غسل دے رہے تھے۔" حضرت حنظلہؓ کی حضرت جمیلہؓ کے ساتھ شادی کی یہ پہلی رات تھی جس کی صبح کو جنگ اُحد ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت جمیلہؓ نے بیان کیا کہ جب حنظلہ نے دشمن کے مقابلے کیلئے کوچ کا اعلان سنا تو فوراً بغیر غسل کیے نکل کھڑے ہوئے۔ اسی رات میں حضرت جمیلہؓ نے خواب دیکھا کہ اچانک آسمان میں ایک دروازہ کھلا اور ان کے شوہر حضرت حنظلہؓ اس دروازے میں داخل ہوئے۔ اسکے بعد فوراً ہی وہ دروازہ بند ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت جمیلہؓ نے اپنی قوم کی چار عورتوں کو اس بات کا گواہ بنایا تھا کہ حنظلہ میرے ساتھ ہمبستری کر چکے ہیں۔ ان کو ایسا اس لیے کرنا پڑا کہ ان کے حمل کے سلسلہ میں لوگوں کو شبہات نہ پیدا ہوں۔ شکوک و شبہات بھی لوگ پیدا کرتے ہیں۔ باتیں بھی بناتے ہیں۔ آج کل بھی ایسے لوگ ہیں جو الزام تراشیاں کرتے ہیں۔ بہرحال حضرت جمیلہؓ نے خود اس شک کو دُور کرنے کیلئے گواہ بنا لیے۔ حضرت جمیلہؓ خود کہتی ہیں کہ ایسا اس لیے کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ آسمان میں ایک دروازہ کھلا جس میں وہ داخل ہو گئے اور دروازہ بند ہو گیا۔ چنانچہ مَیں سمجھ گئی کہ حنظلہ کا وقت آ چکا ہے اور میں ان کے ذریعہ اس رات حاملہ ہو گئی تھی۔ اس حمل سے عبداللہ بن حنظلہ پیدا ہوئے۔ قریش نے حضرت حنظلہؓ کو قتل کرنے کے بعد ان کی لاش کا مُثلہ نہیں کیا تھا یعنی کان ناک آنکھ نہیں کاٹے تھے کیونکہ ان کا باپ ابوعامر راہب قریش کے ساتھ تھا۔

(ماخوذ از السیرۃ الحلبیہ، جلد 2، صفحہ 327-328، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت سعد بن ربیعؓ کی شہادت کا واقعہ بھی ہے۔ حضرت سعد بن ربیعؓ غزوہ بدر اور اُحد میں شامل ہوئے اور غزوہ اُحد میں شہید ہوئے۔ غزوہ اُحد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس سعد بن ربیع کی خبر کون لائے گا؟ ایک شخص نے عرض کیا کہ مَیں۔ چنانچہ وہ مقتولین میں جا کر تلاش کرنے لگا۔ حضرت سعدؓ نے اس شخص کو دیکھ کر کہا تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے تا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تمہاری خبر لے کر جاؤں۔ تو حضرت سعدؓ نے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دینا کہ مجھے نیزے کے بارہ زخم آئے ہیں اور میرے سے لڑنے والے دوزخ میں پہنچ گئے ہیں یعنی جس نے بھی میرے ساتھ لڑائی کی اسکو میں نے مار دیا۔ اور میری قوم کو یہ کہنا کہ ان کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی عذر نہیں ہوگا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو جائیں اور تم لوگوں میں سے کوئی ایک بھی زندہ رہا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جو شخص ان کے پاس گیا تھا وہ حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضرت سعدؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے کہا۔ اپنی قوم سے کہنا کہ تم سے سعد بن ربیع کہتا ہے کہ اللہ سے ڈرو۔ ایک اَور روایت بھی ہے کہ اور

جو عہد تم لوگوں نے عقبہ کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا اس کو یاد کرو۔ اللہ کی قسم! اللہ کے حضور تمہارے لیے کوئی عذر نہ ہوگا اگر کفار تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچ گئے اور تم میں سے کوئی ایک آنکھ حرکت کر رہی ہو یعنی کوئی شخص بھی زندہ باقی رہے۔

یعنی تمہیں اپنی جانیں اللہ تعالیٰ کے رسولؐ اور اس کے دین کیلئے قربان کر دینی ہیں۔ یہ جذبہ تھا صحابہؓ کا کہ مرتے وقت بھی فکر تھی کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ہم نے کرنی ہے۔ حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ابھی وہیں تھا یعنی حضرت سعدؓ کے پاس ہی تھا کہ حضرت سعد بن ربیعؓ کی وفات ہو گئی۔ اس وقت وہ زخموں سے چُور تھے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس حاضر ہوا اور آپؐ کو سب بتا دیا کہ یہ گفتگو ہوئی تھی۔ یہ اُن کی حالت تھی اور اس طرح وہ شہید ہو گئے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ وہ زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی اللہ اور اسکے رسولؐ کا خیر خواہ رہا۔

حضرت سعد بن ربیعؓ اور حضرت خارجہ بن زیدؓ کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

(الطبقات الکبریٰ، جلد 3، صفحہ 396، دار الکتب العلمیۃ بیروت) (الاستیعاب، جلد 2، صفحہ 590-591، دار الجیل بیروت) (اسد الغابہ، جلد 2، صفحہ 433، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت سعدؓ کی شہادت کو بیان کرتے ہوئے اس واقعہ کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس طرح لکھا ہے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی میدان میں اتر آئے ہوئے تھے اور شہداء کی نعشوں کی دیکھ بھال شروع تھی۔ جو نظارہ اس وقت" یعنی جب جنگ ختم ہو گئی "مسلمانوں کے سامنے تھا وہ خون کے آنسو رلانے والا تھا۔" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زخمی بھی تھے لیکن آپؐ پھر بھی میدان میں آ گئے۔ شہداء کی نعشوں کی دیکھ بھال شروع ہوئی۔ پھر فرماتے ہیں کہ "ستر مسلمان خاک و خون میں لتھڑے ہوئے میدان میں پڑے تھے اور عرب کی وحشیانہ رسم مُثلہ کا مہیب نظارہ پیش کر رہے تھے۔" ان کے اعضاء کاٹے گئے تھے ان کی شکلوں کو بگاڑا گیا تھا۔ "ان مقتولین میں صرف چھ مہاجر تھے اور باقی سب انصار سے تعلق رکھتے تھے۔ قریش کے مقتولوں کی تعداد تئیس تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا اور رضاعی بھائی حمزہ بن عبد المطلبؓ کی نعش کے پاس پہنچے تو بے خود ہو کر رہ گئے کیونکہ ظالم ہند زوجہ ابوسفیان نے ان کی نعش کو بُری طرح بگاڑا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر تک تو آپؐ خاموشی سے کھڑے رہے اور آپؐ کے چہرہ سے غم و غصہ کے آثار نمایاں تھے۔ ایک لحہ کیلئے آپؐ کی طبیعت اس طرف بھی مائل ہوئی کہ مکہ کے ان وحشی درندوں کے ساتھ جب تک انہی کا سا سلوک نہ کیا جائے گا وہ غالباً ہوش میں نہیں آئیں گے۔" ان کو سبق نہیں ملے گا۔ "مگر آپؐ اس خیال سے رک گئے اور صبر کیا بلکہ اسکے بعد آپؐ نے مُثلہ کی رسم کو" شکلوں کو بگاڑنے والی جو رسم تھی، اعضاء کاٹنے والی رسم اس کو "اسلام میں ہمیشہ کیلئے ممنوع قرار دے دیا اور فرمایا کہ دشمن خواہ کچھ کرے تم اس قسم کے وحشیانہ طریق سے بہرحال باز رہو اور نیکی اور احسان کا طریق اختیار کرو۔" پھر آپؓ لکھتے

ارشاد باری تعالیٰ

اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ (البقرہ:187)

میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے،

پس چاہیے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی)

ہیں کہ ’’......قریش نے دوسرے صحابہؓ کی نعشوں کے ساتھ بھی کم و بیش یہی وحشیانہ سلوک کیا تھا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی عبداللہ بن جَحْشؓ کی نعش کو بھی بری طرح بگاڑا گیا تھا۔ جوں جوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نعش سے ہٹ کر دوسری نعش کی طرف جاتے تھے آپؐ کے چہرہ پر غم والم کے آثار زیادہ ہوجاتے تھے۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے، صفحہ 500)

حضرت مصلح موعودؓ نے ان شہداء اور ان کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے سعد بن ربیع انصاریؓ رئیس انصار کے بارے میں ان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا ذکر کرتے ہوئے یوں بیان فرمایا ہے کہ ’’جنگ اُحد کا ایک واقعہ ہے۔ جنگ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی ابن کعبؓ کو فرمایا کہ جاؤ اور زخمیوں کو دیکھو۔ وہ دیکھتے ہوئے حضرت سعد بن ربیعؓ کے پاس پہنچے جو سخت زخمی تھے اور آخری سانس لے رہے تھے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ اپنے متعلقین اور اعزاء کو اگر کوئی پیغام دینا ہو تو مجھے دے دیں۔ حضرت سعدؓ نے مسکراتے ہوئے کہا کہ میں منتظر ہی تھا کہ کوئی مسلمان ادھر آئے تو پیغام دوں۔ تم میرے ہاتھ میں ہاتھ دے کر وعدہ کرو کہ میرا پیغام ضرور پہنچا دو گے۔‘‘ اب اس حالت میں بھی اتنی ہوش تھی کہ کہا میرے ہاتھ میں ہاتھ دو۔ پکا وعدہ ہونے کا یہ ایک طریق ہے، ایک اظہار ہے کہ میرا پیغام ضرور پہنچا دو گے۔’’ اور اسکے بعد انہوں نے جو پیغام دیا وہ یہ تھا کہ میرے بھائی مسلمانوں کو میرا اسلام پہنچا دینا اور میری قوم اور میرے رشتہ داروں سے کہنا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس خدا تعالیٰ کی ایک بہترین امانت ہیں۔ اور ہم اپنی جانوں سے اس امانت کی حفاظت کرتے رہے ہیں۔ اب ہم جاتے ہیں اور اس امانت کی حفاظت تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم اسکی حفاظت میں کمزوری دکھاؤ۔‘‘

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’دیکھو! ایسے وقت جب انسان سمجھتا ہو کہ میں مر رہا ہوں۔ کیا کیا خیالات اسکے دل میں آتے ہیں۔ وہ سوچتا ہے میری بیوی کا کیا حال ہوگا۔ میرے بچوں کو کون پوچھے گا مگر اس صحابیؓ نے کوئی ایسا پیغام نہ دیا۔ صرف یہی کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے اس دنیا سے جاتے ہیں تم بھی اسی راستہ سے ہمارے پیچھے آجاؤ۔ ان لوگوں کے اندر یہی ایمان کی طاقت تھی جس سے انہوں نے دنیا کو تہ و بالا کر دیا اور قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کے تختے الٹ دیئے۔ قیصرِ روم حیران تھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ کسریٰ نے اپنے سپہ سالار کو لکھا کہ اگر تم ان عربوں کو بھی شکست نہیں دے سکتے تو پھر واپس آجاؤ اور گھر میں چوڑیاں پہن کر بیٹھو۔‘‘ یعنی عورتوں کی طرح پھر گھر میں بیٹھو۔ لڑائی کرنے کیوں جاتے ہو؟ اس نے یعنی بادشاہ نے اپنے جرنیل کو یہ کہا کہ یہ گوہیں کھانے والے لوگ ہیں ان کو بھی تم نہیں روک سکتے۔‘‘ حقیر گھٹیا غذا کھانے والے لوگ ہیں۔’’ اس نے جواب دیا کہ یہ تو آدمی معلوم ہی نہیں ہوتے۔‘‘ کمانڈر نے کہا کہ یہ تو آدمی نہیں معلوم ہوتے ’’یہ تو کوئی بلا ہیں۔ یہ تلواروں اور نیزوں کے اوپر سے کودتے ہوئے آتے ہیں۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد 7، صفحہ 338، ایڈیشن 2004ء)

اس واقعہ کو ایک اَور رنگ میں حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ’’اُحد کی جنگ جب ختم ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو زخمیوں کی دیکھ بھال کیلئے روانہ کیا۔ انہوں نے ایک انصاری صحابی کو دیکھا کہ وہ سخت نازک حالت میں ہیں۔ وہ اس کے قریب گئے اور اس سے کہا کہ بھائی کوئی تمہارا پیغام ہو تو مجھے بتا دو۔ میں تمہارے عزیزوں اور رشتہ داروں تک پہنچا دوں گا۔ اس نے کہا کہ میں اسی تلاش میں تھا کہ مجھے کوئی مدینے والا ملے اور میں اسکے ذریعہ اپنے رشتہ داروں کو ایک پیغام بھجواؤں۔ اچھا ہوا کہ تم مجھے مل گئے۔ لاؤ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو اور وعدہ کرو کہ میرا پیغام میرے خاندان تک پہنچا دو گے۔ انہوں نے ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر اقرار کیا کہ میں تمہارا پیغام ضرور پہنچا دوں گا۔ اس پر ان زخمی صحابی نے کہا میرے عزیزوں اور رشتہ داروں اور بھائی بندوں کو جا کر کہہ دینا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری قوم کا بہترین خزانہ ہیں اور یہ ایک قومی امانت ہیں جو ہمارے پاس ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمہارے دل میں بھی اس قیمتی متاع کی صحیح قدر و قیمت کا احساس ہوگا تاہم میں بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دوں کہ جب تک ہم زندہ رہے ہم نے اس امانت میں خیانت نہیں ہونے دی اور اسکی حفاظت میں اپنا پورا زور صرف کر دیا۔ اب ہم مرنے لگے ہیں اور اپنے پیچھے اس امانت کو چھوڑے جا رہے ہیں۔ میں اپنے تمام بیٹوں، بھائیوں اور ان کی اولاد سے یہ امید کرتا ہوں کہ وہ اپنی جان سے بھی زیادہ اس مقدس امانت کی حفاظت کریں گے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی واقع نہیں ہونے دیں گے۔‘‘

(تفسیر کبیر، جلد 10، صفحہ 185، ایڈیشن 2004ء)

ایک اَور جگہ آپؓ نے اس کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ’’ایک انصاری رئیس زخمی پڑے تھے اور انکی حالت ایسی تھی کہ چند منٹ میں ہی فوت ہونے والے تھے۔ ایک صحابیؓ دیکھتے دیکھتے ان کے پاس پہنچے اور بیٹھ گئے۔ حال دریافت کیا اور کہا کوئی پیغام اپنے بیوی بچوں اور رشتہ داروں کو دینا ہو تو دے دو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں میں اسی انتظار میں تھا کہ کوئی مسلمان ملے تو اسکے ہاتھ پیغام بھیجوں۔‘‘ آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’ہر شخص جانتا ہے کہ موت کا وقت گھر میں بھی کیسا سخت ہوتا ہے۔‘‘ انسان مر رہا ہو چاہے گھر میں بھی ہو بڑا سخت وقت ہوتا ہے۔ ’’مرنے والے کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ چند منٹ بھی اَور مل جائیں تو بیوی بچوں اور بہن بھائیوں سے کوئی اَور بات کر لوں۔ ان کیلئے کوئی وصیت کر جاؤں لیکن وہ صحابیؓ بیوی بچوں کے پاس نہیں تھے۔ گھر میں نہیں پڑے تھے۔ کسی ہسپتال میں نرم بستر پر نہیں لیٹے تھے بلکہ پتھریلی زمین پر پڑے تھے مگر ایسی حالت میں بھی انہوں نے یہ پیغام نہیں دیا کہ میری بیوی کو سلام دینا اور اسے کہنا کہ بچوں کی اچھی طرح پرورش کرے یا یہ کہ میری جائیداد اس رنگ میں تقسیم ہو یا فلاں فلاں جگہ میرا مال ہے وہ لے لیا جائے‘‘ (رئیس تھے ناں) ’’بلکہ کہا تو یہ کہا کہ میرے بچوں اور بھائیوں کو میری طرف سے یہ پیغام دینا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس خدا تعالیٰ کی قیمتی امانت ہیں۔ میں نے جب تک جان میں جان تھی اسے قربان کر کے بھی اس امانت کی حفاظت کی اور اب اپنے عزیز بھائیوں اور بچوں کو میری آخری وقت کی یہ وصیت ہے کہ وہ بھی اپنی جانوں کے ساتھ اس امانت کی حفاظت کریں اور یہ کہہ کر دم توڑ دیا۔‘‘ (خطبات محمود، جلد 23، صفحہ 45-46، خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 30/جنوری 1942ء)

ایسے ایسے عشقِ رسولؐ کے اظہار ہیں کہ انسان حیران ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اندر بھی عشق رسول کی اس روح کو پیدا فرمائے اور جب یہ سوچ پیدا ہوگی تو ہم اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بھی بڑھیں گے اور اپنی کمزوریوں کو دُور کرنے کی بھی حقیقت میں کوشش کریں گے تا کہ ہم صحیح اسلامی رنگ اپنی عبادتوں میں، اپنے اخلاق میں، اپنی عادات میں پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اب کچھ مرحومین کا ذکر ہے۔ ان کے جنازے مَیں پڑھاؤں گا۔ پہلا ذکر مکرم ڈاکٹر منصور شبوتی صاحب آف یمن کا ہے۔ منصور شبوتی صاحب یمن میں اسیر راہ مولیٰ تھے۔ احمدیت کی وجہ سے ان کو وہاں پکڑا گیا اور اسیری کے دوران ہی 26/جنوری کو تریسٹھ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اس لحاظ سے کیونکہ یہ اسیری میں تھے اور احمدیت کی وجہ سے ان کو اسیر کیا گیا اور وہاں صحیح علاج بھی میسر نہیں آیا، کچھ غلط سلوک بھی ان سے ہوا ہوگا۔ بہر حال جو بھی تفصیلات ہیں وہ کم ہیں یا زیادہ، ان کی وہاں اسیری میں وفات ہوئی ہے اس لیے یہ شہید ہی کہلائیں گے اور اس لحاظ سے یہ یمن کے پہلے احمدی شہید ہیں۔

مرحوم نے پسماندگان میں بوڑھی والدہ اور اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے ایمن اور بلال چھوڑے ہیں۔ مرحوم کے بھائی ناصر شبوتی ہیں جو یہاں لندن میں رہتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ان کی میت یکم فروری کو ان کے بیٹے کے حوالے کی گئی لیکن سب احمدی چونکہ قید میں ہیں۔ وہاں انہوں نے تقریباً تمام احمدیوں کو، مردوں کو پکڑا ہوا ہے اس لیے غیر احمدی احباب نے ان کا جنازہ پڑھا اور تدفین ہوئی۔ پھر ناصر شبوتی صاحب یہ کہتے ہیں کہ ان کے دادا عبداللہ محمد عثمان شبوتی یمن کے پہلے یمنی احمدی تھے اور ڈاکٹر منصور شبوتی کے والد محمود عبداللہ شبوتی یمن کے پہلے شاہد مربی تھے۔ مرحوم کی والدہ شاہ رخ نسرین صاحبہ ہیں جو سید بشیر احمد شاہ صاحب ربوہ اور فرخ خانم صاحبہ ربوہ کی بیٹی ہیں۔ فرخ خانم صاحبہ یہ جنود خاندان کی ہیں۔ ان کو اپنی والدہ حلیمہ بانو صاحبہ اور بھائی سید حاجی جنود اللہ صاحب کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل کی توفیق ملی کہ جب امام مہدیؑ آئے تو اس کی بیعت کروا گر چہ برف کے اوپر سے رینگ کر جانا پڑے۔ چنانچہ یہ لوگ کاشغر سے برف کے پہاڑوں پر چل کر قادیان آئے اور بیعت کی۔ منصور شبوتی صاحب کی جو والدہ تھیں وہ اس خاندان کی فرد تھیں۔ ان کی نانی ان میں شامل تھیں جو برف پہ چل کے آئے۔

واقعہ شہادت کے بارے میں ان کے بیٹے بلال شبوتی نے لکھا ہے کہ سیکیورٹی فورسز ہمارے گھر میں زبردستی گھسیں۔ والد صاحب کو دھکا دیا۔ ان کے سینے پر بندوق رکھ دی۔ پھر مجھے اور والد صاحب کو لے جانے لگے تو والد صاحب نے کہا کہ مجھے بے شک قتل کر دو مگر میرے بیٹے کو نہ لے جاؤ۔ جب غیر احمدیوں میں جنازہ پڑھا گیا تو ان کا ایک احمدی بیٹا جس کی صرف سولہ سال کی عمر ہے، وہ شامل ہوا تھا۔ اَور کوئی احمدی مرد نہیں تھا۔ بہر حال کہتے ہیں کہ انہوں نے والد صاحب سے پیسے چھین لیے اور انہوں نے کہا کہ تمہیں باہر سے کوئی پیسے بھیجتا ہے۔ والد صاحب نے کہا مجھے کوئی باہر سے پیسے نہیں بھیجتا۔ میری اپنی محنت کی کمائی ہے۔

یہ غلط فہمی تو ہر جگہ علماء نے، نام نہاد علماء نے غیر احمدیوں میں پیدا کی ہوئی ہے کہ نعوذ باللہ ہم مغربی طاقتوں سے پیسے لے کے کھاتے ہیں اور ان کے اسلام کے خلاف ہمارا ایجنڈا ہے حالانکہ ہر احمدی تو خود مالی قربانی کر کے اسلام کے پیغام کو دنیا میں پہنچا رہا ہے اور انسانیت کی خدمت کر رہا ہے۔ بہر حال اس کی باقی تفصیل تو لمبی ہے۔ اسکے بعد مَیں ان کی اہلیہ کا بیان جو انہوں نے پیغام مجھے بھیجا، بیان کر دیتا ہوں۔ یہ کہتی ہیں کہ انہوں نے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا
اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی اس کا روزہ رکھنا بیکار ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل بہاز)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور
اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب صوم رمضان احتسابا من الایمان، حدیث 38)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

یعنی قید کرنے والوں نے مجھے وہ جگہ دکھائی جہاں میرے میاں کو قید میں رکھا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ میرے میاں اپنے کمرے میں اکثر نماز اور نوافل میں روتے تھے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کو اس وجہ سے قید کیا گیا تھا کہ بعض احمدیوں نے اطلاع دی تھی کہ ڈاکٹر صاحب کو برطانیہ سے پیسے آتے ہیں جنہیں وہ یمن میں Militia فورسز تیار کرنے کیلئے خرچ کرتے ہیں۔ یونہی جھوٹے الزام۔ مگر تحقیق سے یہ بات غلط نکلی۔ ہم انہیں رہا کرنے ہی والے تھے کہ پریشانی کی وجہ سے ان کی صحت خراب ہوگئی۔ بہرحال یہ ان کا بیان ہے جو انہوں نے ان کی اہلیہ کو کہا۔ ہوسکتا ہے کہ ہائی کمان کا رویہ اَور ہو اور نچلے جو ہیں وہ اَور بھی زیادہ اپنی من مانیاں کرنے والے ہوتے ہیں اور ان کی سختی کی وجہ سے ان کی صحت پہ اثر پڑا ہو۔

بہرحال ان کے بھائی ناصر شبوتی ان کی سیرت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے بھائی ڈاکٹر منصور شبوتی بہت مہربان اور خیر خواہ بھائی تھے۔ پڑھائی میں بہت ہوشیار، پورے ملک کے پہلے دس طلبہ میں سے تھے جنہیں گورنمنٹ کی طرف سے انعام بھی دیا گیا تھا۔ نماز پنجوقتہ اور تہجد کے پابند، فجر کے بعد باقاعدگی سے تلاوت قرآن کرتے، چندوں میں بڑے باقاعدہ تھے۔ رشتہ داروں سے پہلے دوسروں کا علاج کرتے اور مدد کرتے۔ مریضوں کے ساتھ ہمیشہ ہنس کر بات کرتے۔ غریب مریضوں سے کوئی پیسہ نہ لیتے۔ دوائی بھی دیتے اور اگر کسی کو ہسپتال داخل کرنے کی ضرورت ہوتی تو اس میں مدد کرتے۔ غرباء کے آپریشن کی صورت میں اپنی تنخواہ سے آپریشن کی فیس چھوڑ دیتے تھے۔ پھر کہتے ہیں کہ ہمارے ہمسایوں میں سے جب بھی کوئی بیمار ہوتا تو وہ بھائی کے پاس علاج کیلئے آتا۔ اور جب وہ دوسرے شہر صنعا میں چلے گئے تو ہمسائے بہت افسردہ ہوئے۔ والدین کے ساتھ بہت حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ انہیں حج بھی کروایا۔

ڈاکٹر صاحب کی والدہ شاہ رخ نسرین صاحبہ کہتی ہیں کہ جب میں حاملہ تھی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ربوہ کی ایک نیک خاتون جس کا نام زینب تھا میری والدہ کو گود میں اٹھا کر کہتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آ رہے ہیں۔ میں حضور علیہ السلام کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھتی ہوں لیکن کوئی نظر نہیں آتا۔ اسکے بعد آنکھ کھل گئی۔ ڈاکٹر صاحب کو بچپن سے ہی تبلیغ کا شوق تھا۔ سکول میں دینیات کے استاد کو احمدیت کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔ استاد بھی بغیر کسی مخالفت کے ان کی بات سنتے تھے۔

ان کے ایک بیٹے ایمن شبوتی جرمنی میں ہیں وہ کہتے ہیں والد مرحوم نے کبھی بھی مجھے نہ ڈانٹا نہ مارا۔ صرف ایک دفعہ کی ایک مار یاد ہے۔ میں تیرہ سال کا تھا اور اس وقت میں نے باجماعت نماز پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ پھر اس پہ ذرا سی مجھے مار پڑی تھی۔ باقی کبھی نہیں۔ کہتے ہیں کہ والد صاحب ہمیشہ مجھے مشکلات میں دعا کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ خود بھی عمل کرتے تھے۔ میں نے انہیں سجدوں میں روتے دیکھا ہے۔ اسکول میں جب تھا، جب بچے تھے تو کہتے ہیں کہ ہمیں فجر کی نماز پہ جگاتے۔ باجماعت نماز ادا کرتے۔ اسکے بعد تلاوت کرتے۔ پی ایچ ڈی انہوں نے سرجری میں کی۔ اس کیلئے اردن گئے تھے وہاں پانچ سال رہے۔ کہتے ہیں میں بھی ان کے پاس وہاں گیا تو مسجد جہاں جمعہ ہوتا تھا یا جو سینٹر تھا وہ ایک گھنٹہ دُور تھا۔ ہر جمعہ ڈرائیو کر کے وہاں جایا کرتے تھے۔ مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ جماعتی کتب بکثرت پڑھتے تھے۔ کہتے ہیں جب اردن سے واپس آئے تو بیگ کافی وزنی تھا تو میں سمجھا کہ کافی تحائف لائے ہیں۔ بچوں کو ہوتا ہے ناں شوق کہ والدین لائیں لیکن بیگ میں تحائف تو نہیں تھے۔ تفسیر کبیر کا عربی ترجمہ اور کچھ اَور جماعتی کتب تھیں۔

رشتہ داروں سے خواہ وہ غیر احمدی ہوں ملنے جاتے۔ کہتے ہیں مجھے اور میری والدہ کو بھی ساتھ لے جاتے۔ جب میں ان سے پوچھتا کہ غیر احمدی رشتہ داروں سے ملنا کیوں ضروری ہے؟ تو کہتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلہ رحمی کا حکم دیا ہے۔ اگر رحمی رشتے داروں سے تعلق نہ رکھیں گے تو اس سے پھر اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا۔

مروہ شبوتی صاحبہ کہتی ہیں بہت محترم، صاحبِ اخلاق، نیک، ہمیشہ مسکرانے والے، پیار کرنے والے، تعاون کرنے والے، شریف، سخی، رحیم و کریم اور بہت ذہین تھے۔ ہمیشہ پڑھائی میں نمایاں رہے اور سارے یمن میں مشہور ڈاکٹر تھے۔ خدمت خلق اور احمدیت کی خدمت میں بہت نمایاں تھے۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں سب میں محبوب تھے اور سب کو، غیر احمدیوں کو بھی ان کی وفات پہ بڑا صدمہ ہے۔

غیر از جماعت لوگوں کے تاثرات بھی ہیں۔ یمن کی ڈاکٹرز یونین نے یہ بیان دیا کہ ہمّ وغم اور افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ جنرل سرجری کنسلٹنٹ ڈاکٹر منصور شبوتی وفات پا گئے۔ فلاں دن کو وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ پھر آگے یہی میڈیکل کونسل والے کہتے ہیں کہ ان کی پراسرار وفات سے طبی حلقوں میں سخت پریشانی اور بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ اب تک ملنے والی معلومات کے مطابق گرفتاری سے قبل ڈاکٹر منصور کی صحت بہت اچھی تھی۔ نہ ان کی گرفتاری کا سبب بتایا گیا اور نہ ہی دو ہفتوں تک یہ معلوم ہو سکا کہ انہیں کہاں لے جایا گیا ہے۔ وفات سے صرف ایک دو دن پہلے انہیں نہایت خراب حالت کے ساتھ منظر عام پر لایا گیا۔

ان کے بعض غیر احمدی دوستوں نے بھی سوشل میڈیا پہ لکھا ہے۔ ایک غیر از جماعت ڈاکٹر خالد ادیب کہتے ہیں میں پہلی دفعہ صنعا ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں کام کرنے گیا تو وہاں بہت سے ڈاکٹرز کو ایک نوجوان ڈاکٹر کے اردگرد کھڑے دیکھا۔ میرے پوچھنے پر ایک ساتھی نے بتایا کہ یہ ڈاکٹر منصور شبوتی ہیں جو جنرل سرجری کنسلٹنٹ ہے اور سب ڈاکٹروں سے زیادہ انتھک اور مستعد تعاون کرنے والے ہیں۔ سب ڈاکٹر اور طلبہ ان کے ساتھ ڈیوٹی دینا پسند کرتے ہیں کیونکہ ان کی بڑی کوشش ہوتی ہے کہ سب کو زیادہ سے زیادہ معلومات دیں اور سمجھائیں۔ نہ انہیں مال کا لالچ ہے، نہ عہدے کا، نہ شہرت کا۔ مرحوم نہایت ٹھنڈے مزاج والے، نہایت مستعد، اپنی صحت کا خیال رکھنے والے، ہمیشہ مسکرانے والے اور نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ انانیت اور دنیا کی محبت سے کوسوں دُور تھے۔

ایک دوست نے لکھا کہ آپ کی وفات یمن کیلئے بہت بڑا نقصان ہے۔ یمن نے ایک ایسا نیک شخص کھویا ہے جو نہایت صاف دل تھا اور جس نے اپنی زندگی مریضوں کی خدمت میں گزار دی۔

پھر ایک دوست نے لکھا کہ ڈاکٹر منصور کے ہاتھ میں بہت شفا تھی۔ بہت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ جنوبی یمن میں تمام اخبارات نے ان کی وفات کی خبر مختلف عناوین کے تحت شائع کی ہے مثلاً ایک خبر یہ ہے کہ مشہور ترین ڈاکٹر کا قتل۔ سب سے مشہور ڈاکٹر کی وفات۔ سب سے معروف ڈاکٹر کا اغوا وغیرہ۔

بہرحال کسی نے یہ بھی مجھے لکھا کہ ان کے ذریعہ سے یمن میں اب احمدیت کا نام کافی پھیلا ہے اور اللہ تعالیٰ کرے تبلیغ کا ذریعہ بھی شاید بن جائے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ ان کے لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور حالات بہتر ہوں۔ باقی اس وقت جو بھی وہاں تھوڑی سی چھوٹی سی جماعت ہے اسکے وہاں جو اسیران ہیں اللہ تعالیٰ ان اسیران کی رہائی کے بھی جلد سامان پیدا فرمائے۔

دوسرا ذکر مکرم صلاح الدین محمد صالح عبدالقادر عودہ صاحب کا ہے جو شریف عودہ صاحب امیر جماعت کبابیر کے والد تھے۔ 31/جنوری کو دل کی تکلیف ہوئی اور ہسپتال میں آپریشن کے دوران ہی قریباً پچاسی سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ اور تین بیٹے محمد شریف عودہ صاحب، منیر عودہ صاحب اور امیر عودہ صاحب اور ایک بیٹی منال عودہ ہیں۔ پوتے پوتیاں ہیں۔ ان کے دو پوتے عزیزم مسرور منیر عودہ اور بشیر الدین محمود عودہ ایک جامعہ یوکے میں اور ایک جامعہ کینیڈا میں پڑھ رہے ہیں۔

شریف عودہ صاحب لکھتے ہیں کہ مرحوم کے دادا الحاج صالح عبدالقادر عودہ صاحب فلسطین کے اوّلین احمدیوں میں سے تھے جنہوں نے 1928ء میں بیعت کی۔ ان کے بعد مرحوم کے پڑدادا عبدالقادر عودہ نے بھی بیعت کر لی اور کچھ عرصہ کے بعد مرحوم کے والد محمد عودہ نے بھی بیعت کر لی۔ یوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرحوم کے والد، دادا اور پڑدادا بھی سبھی احمدی تھے۔ ان کی پیدائش 1939ء میں ہوئی اور یہ پیدائشی احمدی تھے۔ جب مرحوم کی عمر چودہ سال تھی اس وقت ایک دن سخت سردی میں کسی کام سے باہر نکلے اور سردی کے کپڑے صحیح نہیں پہنے ہوئے تھے تو جسم فریز ہو گیا۔ بے ہوش ہو کے گر گئے۔ کافی دیر کی تلاش کے بعد ان کا پتہ لگا تو لے کے آئے اور ہسپتال میں لے کے گئے۔ بڑی مایوس کن حالت تھی تو ڈاکٹر نے کہا کہ اوّل تو ان کا زندہ بچنا بھی معجزہ ہوگا اور اگر یہ بچ بھی گیا تو اب کبھی بھی ان کے اولاد نہیں ہو سکے گی۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں چودھری محمد شریف صاحب مربی تھے انہوں نے لکھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے شفا بھی ہو گئی۔ شادی بھی ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی دی۔ تین بیٹے اور ایک بیٹی۔ مرحوم اپنے والد کی طرح ساری زندگی مبلغین کی خدمت میں پیش پیش تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی دل و جان سے خدمت کرتے تھے اور اسکی گواہی تعزیت کیلئے آنے والے ہر شخص نے دی ہے۔

شریف عودہ صاحب تو کہتے ہیں کہ مہمانوں کو ان کی ضیافت کی عادت پڑ گئی تھی۔ مہمان یہی چاہتے تھے کہ ہم ان کے پاس جائیں اور ضیافت کروائیں۔ ایک پادری نے ملنے کیلئے آنا تھا۔ اس نے کہا کہ ان کے والد صاحب اب یہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ابھی وہ باہر گئے ہوئے ہیں تو کہتے ہیں: اچھا میں ابھی نہیں آؤں گا جب وہ آئیں گے تب آؤں گا تا کہ ان کی ضیافت سے لطف اندوز ہو سکوں۔ مرحوم مساکین اور ضرورت مندوں کا بھی خیال رکھنے والے تھے۔ ان پر خرچ کرنے والے تھے۔ ایسے نومبائعین جن کے خاندانوں نے ان سے قطع تعلق کر لیا تھا وہ کبابیر آ کر آباد ہو گئے اور ان سب کو مرحوم نے ایک شفیق باپ کی طرح رکھا۔ ان کی وفات پہ ایک عورت نے کہا کہ میرا خاوند اپنا اکثر وقت مرحوم کے ساتھ گزارتا تھا اور اب وہ کہتا ہے کہ سمجھ نہیں آتی کس کے پاس جاؤں۔ پھر یہ شریف صاحب کہتے ہیں کہ والد صاحب اپنے عملی نمونے سے ہماری تربیت کیا کرتے تھے۔ بجائے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 102، ایڈیشن 2003ء)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے، پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دُعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 223)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

سمجھانے کے اپنے عمل سے دکھایا کرتے تھے کہ اس طرح کام کرو۔ والد صاحب کو مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ جماعتی لٹریچر میں سے کوئی نہ کوئی کتاب ان کے زیر مطالعہ رہتی تھی۔ اس لیے ان کی معلومات بھی بہت وسیع تھیں۔

پھر شریف صاحب کہتے ہیں کہ یہ نہیں کہ بڑھاپے میں ان کو ہماری مدد کی ضرورت پڑی ہو۔ ان کو ہماری کسی مدد کی ضرورت نہیں پڑی بلکہ وہ ہماری مدد کیا کرتے تھے اور اس بات پر وہ خوش تھے کہ ان کے بچے جماعت کی خدمت کر رہے ہیں۔

ان کی نواسی ڈاکٹر یاسمین کہتی ہیں۔ میں کچھ سالوں سے اپنے نانا نانی کے ساتھ ان کے گھر میں رہتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ میرے نانا مرحوم نمازوں اور تہجد کے پابند اور اکثر وقت مسجد اور مرکز جماعت میں گزارتے تھے۔ مہمانوں کیلئے کھانا پکانا ان کی خدمت کرنا اور مرکز جماعت میں مرمت وغیرہ کے دیگر کام سرانجام دینا ان کا معمول تھا۔ جماعتی کتب کا مطالعہ ان کا محبوب مشغلہ تھا حتی کہ وفات والے دن بھی ان کے بستر پر ایک کتاب کھلی ہوئی موجود تھی۔ کہتی ہیں کہ گھر میں کچھ مرمت کا کام کروانا تھا تو میرے مرحوم نانا نے نانی جان سے کہا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہم نے تو اب جلد فوت ہو جانا ہے اس لیے بہتر ہے کہ گھر کی مرمت پر اٹھنے والی رقم ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیں۔ ڈاکٹروں نے دل کے آپریشن کے وقت دیکھا کہ نہ صرف ان کا دل بہت کمزور ہے بلکہ ان کی شریانیں بھی تقریباً بند ہیں اور حیران تھے کہ یہ اس وقت تک کیسے چلتے پھرتے رہے۔ بہرحال یہ ان کی دعا تھی کہ چلتے پھرتے ہی ان کی موت آ جائے اور ایسا ہی ہوا۔ آخری دن تک چلتے پھرتے رہے کسی کے محتاج نہیں ہوئے۔

شریف عودہ صاحب کہتے ہیں کہ والد صاحب دوسروں پر دل کھول کر خرچ کرنے والے تھے۔ ایک روز ایک بڑی عمر کے رشتہ دار نے مدد کا کہا تو والد صاحب نے اس وقت جو کچھ جیب میں تھا سب کچھ نکال کر ان کو دے دیا۔ مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب مرحوم جب کبابیر میں مربی تھے، مبلغ تھے تو ایک بار انہوں نے مرحوم سے کبابیر کی مسجد کیلئے چندہ مانگا۔ مرحوم کے پاس اس وقت کہیں سے بہت بڑی رقم آئی تھی۔ انہوں نے وہ ساری رقم مسجد کیلئے دے دی۔ ایک خادم نے لکھا کہ ان کا ہرنیا کا آپریشن ہوا تو انہوں نے حال پوچھا تو انہوں نے کہا درد یں بہت ہیں۔ میں نے کہا آپ یہاں کام کر رہے ہیں، حال ہی میں آپ نے کام کیا ہے؟ کہتے ہیں ہاں تھوڑا سا کام کیا ہے۔ کچھ چیزیں اٹھا کے ادھر ادھر رکھی ہیں اور ایک دروازہ ٹوٹا ہوا تھا وہ مرمت کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ کا آپریشن ہوا ہے اتنے بھاری کام نہ کیا کریں۔ انہوں نے کہا: اس کے بغیر میں رہ نہیں سکتا کہ جماعت کی خدمت بھی میرا کام ہے۔

سیف الدین ابوعصب فلسطین کے ہیں، لکھتے ہیں۔ ہم نے مکرم صلاح الدین عودہ صاحب میں سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا۔ اپنے کبابیر میں قیام کے دوران انہیں جماعت کا بہت ہی مخلص فرد پایا۔ بہت محبت کرنے والے اور ہر کسی کی مدد کرنے والے تھے۔ امیر جماعت کے والد ہونے کے باوجود مہمان نوازی کی خدمات انجام دیتے تھے۔ کہتے ہیں مجھے بہت بعد میں پتہ لگا کہ جس طرح وہ خدمت کرتے تھے مجھے کبھی خیال نہیں آیا کہ وہ امیر جماعت کے والد ہوں گے۔ انتہائی انکسار تھا۔ پھر کسی نے مجھے بتایا کہ یہ تو ان کے والد ہیں۔

ڈاکٹر ایمن المالکی کہتے ہیں: نماز فجر پڑھتے اور سیدھے لنگر خانے چلے جاتے اور سارا دن بغیر تھکاوٹ کے رات گئے تک کام کرتے تھے۔ ہفتہ کے سات دن ان کی یہی روٹین تھی۔ خلافت کے عاشق اور نظام جماعت کا بہت احترام کرتے تھے یہاں تک کہ بیٹا امیر تھا تو امیر کو بھی دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ جماعتی خدمت اور تبلیغ اور جماعتی فرائض کی بجا آوری میں زندگی کے آخر تک بڑے جوش اور جذبے سے مصروف رہے۔ ایسے جوش کی مثالیں بہت کم لوگوں میں نظر آتی ہیں۔ چار خلفاء کا زمانہ انہوں نے دیکھا اور خلافت کے بارے میں بڑی دلچسپ گفتگو کیا کرتے تھے۔

محمد علاونہ صاحب کہتے ہیں بیس سال پہلے بیعت کی اور اسکے بعد جب کبابیر گیا تو بڑے پیار اور اخلاص سے مجھے ملے اور جماعت کی خدمت کرتے ہوئے میں نے ان کو دیکھا۔ بڑی عمر کے باوجود ایسے اخلاص سے کام کرتے تھے جو نوجوانوں میں بھی نظر نہیں آتا۔ بہت مہربان اور ہمدرد تھے۔

نَمر عَجُّوہ صاحبہ کہتی ہیں میرا تعلق الخلیل شہر سے ہے۔ میں اپنے دو بچوں کے ساتھ جب یہاں آئی تو میرے پاس کوئی گھر نہیں تھا۔ مرحوم نے مجھے کہا کہ اپنی بچیوں کو ہمارے پاس چھوڑ دو اور تم دارالضیافت میں رہ لیا کرو۔ چنانچہ ڈیڑھ ماہ تک وہ میری بچیوں کا خیال رکھتے رہے اور انہیں کھانے پینے کی اور دیگر سہولتیں مہیا کرتے رہے۔ کہتی ہیں وہ میرے لیے ایک شفیق باپ کی طرح تھے ان کی وفات سے مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میرے بدن سے روح نکل گئی۔

شمس الدین صاحب کبابیر کے مربی ہیں۔ کہتے ہیں: مسجد اور مشن ہاؤس کی کوئی بھی پرانی چیز پھینکنا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ ان چیزوں کو مرمت کر کے از سر نو استعمال کے قابل بناتے تھے۔ اور یہی بچت کا طریقہ ہے جو باقی جگہوں پہ بھی استعمال ہونا چاہیے۔ بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ مسجد میں جو لوگ مدد مانگنے آتے تھے ان کے ساتھ بھی مرحوم معزز مہمانوں والا سلوک کرتے تھے اور ان کو بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے۔

رنا عودہ جہانگیر صاحبہ ان کی پوتی ہیں، کہتی ہیں میں نے ہمیشہ اپنے دادا کو تہجد کیلئے صبح جلدی اٹھتے اور پنج وقت نماز کا باقاعدگی سے التزام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ کہتی ہیں کہ میرے دادا غرباء کا بہت خیال رکھتے تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ اپنے پیسے اپنی ذات پر بھی خرچ کیا کریں لیکن ان کا جواب ہمیشہ یہ ہوتا تھا کہ میں یہ پیسے ضرورت مندوں کو دینا پسند کرتا ہوں۔ خدا پر ان کو کامل یقین تھا۔ خلافت کے ساتھ بے انتہا محبت تھی۔

اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو، نسل کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور اگلا ذکر ریحانہ فرحت صاحبہ اہلیہ کرامت اللہ خادم صاحب مربی سلسلہ ربوہ کا ہے۔ ان کی بھی گذشتہ دنوں 29؍جنوری کو وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا حضرت منشی جلال الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف بلانی ضلع گجرات کے ذریعہ ہوا تھا جن کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ضمیمہ انجام آتھم میں تین سو تیرہ صحابہؓ کی فہرست میں پہلے نمبر پر درج کیا ہے۔

پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے احسان اللہ صاحب مربی سلسلہ آجکل سپین میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے والدہ کے جنازے اور تدفین میں شامل نہیں ہو سکے۔ بعض اَور بھی وجوہات تھیں۔ آپ کے شوہر کرامت اللہ خادم بھی واقفِ زندگی مربی سلسلہ ہیں۔ ان کے داماد آصف محمود بٹ صاحب بھی مربی سلسلہ ہیں۔ تنزانیہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

ان کے بیٹے احسان اللہ صاحب مربی لکھتے ہیں کہ ہمارے لیے ہر وقت دعاؤں کا سائبان بنائے رکھتی تھیں۔ پُرسوز تہجد پڑھتیں۔ کام کرتے، چلتے پھرتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے دعائیہ اشعار گنگناتی رہتیں۔ اس طرح ان کے ارد گرد رہنے والے بچوں کو بھی وہ شعر یاد ہو جاتے تھے۔ چندہ جات اور جماعتی خدمت میں باقاعدہ تھیں۔ جب تک صحت رہی جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی سے حصہ لیتی رہیں۔ انتہائی شکر گزار، کفایت شعار، صابر اور شاکر تھیں۔ احمدیت پر فخر کرنے والی خاتون تھیں۔ ان کی بیٹی نعمانہ نصرت کہتی ہیں شکر گزاری کا وصف بہت زیادہ تھا۔ اگر کوئی تعریف کے رنگ میں ذکر کرتا کہ ایک ہی بیٹا تھا جو وقف کر دیا تو عاجزی اور شکر گزاری سے کہتیں کہ میں اللہ کا کیسے شکر کروں کہ اللہ تعالیٰ کو ایک دیا تھا اور اس کی رحمت نے مجھے کئی واپس کیے یعنی اپنے پوتوں نواسوں کا ذکر کیا۔ کہتیں کہ سب احمدی ہی واقف زندگی ہیں۔

ربوہ میں پیدا ہوئیں اور ربوہ کی ترقی پر بہت خوشی ہوتیں۔ باہمت اور سلیقہ شعار لجنہ کے طور پر جانی جاتی تھیں۔ کفایت شعاری کے ساتھ باسلیقہ زندگی گزاری اور اس طرح شکر گزاری کرتیں کہ گویا سب سے زیادہ سہولتیں اور سکون انہیں ہی حاصل ہے۔ کبھی یہ شکوہ نہیں کیا کہ مربی کے الاؤنس میں کمی ہے۔ کہتی تھیں جو کچھ مجھے مل رہا ہے اتنی نعمتیں تو کہیں بھی نہیں ملتیں۔ بیٹے کو جماعتی کیسز کی وجہ سے 2017ء میں ہجرت کرنا پڑی۔ جیسا کہ میں نے کہا ناں اَور وجوہات بھی تھیں اور پھر پاکستان جانا ممکن نہ ہو سکا اور والدہ اپنی کمزوریٔ صحت کی وجہ سے ان سے ملاقات کیلئے نہیں جا سکی تھیں لیکن ہمیشہ صبر اور لگن کے ساتھ وقف کی ذمہ داریاں نبھانے کی بیٹے کو تلقین کرتی رہیں۔

ان کی بہو کہتی ہیں کہ بڑے درد اور الحاح سے نماز تہجد ادا کرتیں۔ سچی خوابیں ان کو آیا کرتی تھیں۔ بہت واضح اور سچی خوابیں آیا کرتی تھیں جو صفائی سے پوری ہوتی تھیں۔ ہم حیرت کا شکار ہو جاتے تھے۔ پھر بیٹے کا یہی لکھا ہے کہ cases کی وجہ سے ہجرت کرنی پڑی اور خود بیماری کے باعث جا نہیں سکتی تھیں لیکن کبھی اداسی کا اظہار نہیں کیا۔ ہمیشہ ثابت قدمی سے وقف نبھانے کی تلقین کی۔ یہ کہا کرتی تھیں کہ آج کل تو بہت آسانی ہے، ہر وقت رابطہ رہتا ہے اور کبھی اپنی ممتا کو وقف کے کاموں میں رکاوٹ نہیں بننے دیا۔ کسی نے ان کو کہا کہ اب لمبا عرصہ ہو گیا ہے تو وہاں جا کے ملنے کیلئے خلیفہ وقت کو لکھیں تو آپ کا انتظام ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے بیٹا وقف کیا ہوا ہے اور میں اس قسم کے مطالبات نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے درجات بلند فرمائے۔ لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیں اس یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دعاؤں کا راستہ کھولا ہے اور خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے، اگر خالص ہو کر اسکے آگے جھکا جائے تو وہ قبول کرتا ہے، کس رنگ میں قبول کرتا ہے یہ وہ بہتر جانتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10؍اپریل 2020)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

روزہ کو جھوٹ سے کوئی مناسبت نہیں بلکہ ایسے روزہ دار کا روزہ ہی مقبول نہیں اسی طرح روزہ انسان کو جھوٹی ریاکاری سے بچا کر سچی تواضع سکھاتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10؍اپریل 2020)

طالب دعا: ناصر احمد ایم۔ بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم۔ اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

حضرت اُم المؤمنین زینب بنت خزیمہ

آنحضرت ﷺ کے ایک پھوپھی زاد بھائی تھے جنکا نام عبداللہ بن جحش تھا۔ وہ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے اور ان کی بیوی زینب بنت خزیمہ بیوگی کی حالت میں بے سہارا رہ گئیں۔ آنحضرت ﷺ نے جو صلہ رحمی میں ایک بے نظیر نمونہ رکھتے تھے خود اپنی طرف سے زینب بنت خزیمہ کو نکاح کا پیغام بھیجا اور ان کی طرف سے رضا مندی کا اظہار ہونے پر ان کو اپنے عقد میں لے لیا۔ اس وقت زینب بنت خزیمہ کی عمر کم و بیش تیس سال کی تھی، مگر ان کی شادی پر ابھی صرف چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ربیع الآخر 4 ہجری میں وہ انتقال کر گئیں اور آنحضرت ﷺ نے انہیں جنت البقیع میں دفن فرمایا۔ زینب بنت خزیمہ ایک بہت نیک اور پارسا بی بی تھیں اور اپنے صدقہ و خیرات اور غرباء پروری کی وجہ سے عام طور پر ام المساکین کے نام سے مشہور تھیں۔

ولادت حسینؓ شعبان 4 ہجری

اسی سال ماہ شعبان میں حضرت فاطمہؓ کے ہاں دوسرا بچہ پیدا ہوا، جس کا نام آنحضرت ﷺ نے حسین رکھا، حسین بھی آنحضرت ﷺ کو اسی طرح عزیز تھے جیسا کہ ان کے بھائی حسن تھے۔ چنانچہ بعض اوقات آپؐ محبت میں ان دونوں کو اپنے دو پھول کہہ کر یاد فرمایا کرتے تھے۔ یہ وہی امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں جو یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ میں 61 ہجری کے ماہ محرم کی دسویں تاریخ کو ایک مظلوم حالت میں شہید ہو کر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے اور جن کی شہادت کی یاد میں شیعہ لوگ آج تک ماتم کرتے اور تعزیئے نکالتے ہیں۔

غزوہ بدر الموعد ذوقعدہ 4 ہجری

جنگ اُحد کے حالات میں یہ ذکر گزر چکا ہے کہ میدان سے لوٹتے ہوئے ابوسفیان نے مسلمانوں کو یہ چیلنج دیا تھا کہ آئندہ سال بدر کے مقام پر ہماری تمہاری جنگ ہوگی اور آنحضرت ﷺ نے اس چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان فرمایا تھا۔ اس لئے دوسرے سال یعنی 4ھ ہجری میں جب شوال کے مہینہ کا آخر آیا تو آنحضرت ﷺ ڈیڑھ ہزار صحابہ کی جمعیت کو ساتھ لے کر مدینہ سے نکلے اور آپؐ نے اپنے پیچھے عبداللہ بن عبداللہ بن ابیّ کو امیر مقرر فرمایا۔

دوسری طرف ابوسفیان بن حرب بھی دو ہزار قریش کے لشکر کے ساتھ مکہ سے نکلا مگر باوجود اُحد کی فتح اور اتنی بڑی جمعیت کے ساتھ ہونے کے اسکا دل خائف تھا اور اسلام کی تباہی کے درپے ہونے کے باوجود وہ چاہتا تھا کہ جب تک بہت زیادہ جمعیت کا انتظام نہ ہو جاوے وہ مسلمانوں کے سامنے نہ ہو۔ چنانچہ ابھی وہ مکہ میں ہی تھا کہ اس نے ایک شخص نعیم نامی کو جو ایک غیر جانبدار قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا، مدینہ کی طرف روانہ کر دیا اور اسے تاکید کی کہ جس طرح بھی ہو مسلمانوں کو ڈرا دھمکا کر اور جھوٹ سچ باتیں بتا کر جنگ سے نکلنے کیلئے باز رکھے۔ چنانچہ یہ شخص مدینہ میں آیا اور قریش کی تیاری اور طاقت اور ان کے جوش و خروش کے جھوٹے قصے سنا سنا کر اس نے مدینہ میں ایک بے چینی کی حالت پیدا کر دی۔ حتّٰی کہ بعض کمزور طبیعت لوگ اس غزوہ میں شامل ہونے سے خائف ہونے لگے لیکن جب آنحضرت ﷺ نے نکلنے کی تحریک فرمائی اور آپؐ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ہم نے کفار کے چیلنج کو قبول کر کے اس موقع پر نکلنے کا وعدہ کیا ہے، اس لئے ہم اس سے تخلّف نہیں کر سکتے اور خواہ مجھے اکیلا جانا پڑے میں جاؤں گا اور دشمن کے مقابل پر اکیلا سینہ سپر ہوں گا، تو لوگوں کا خوف جاتا رہا اور وہ بڑے جوش اور اخلاص کے ساتھ آپؐ کے ساتھ نکلنے کو تیار ہو گئے۔

بہرحال آنحضرت ﷺ ڈیڑھ ہزار صحابہ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے اور دوسری طرف ابوسفیان اپنے دو ہزار سپاہیوں کے ہمراہ مکہ سے نکلا، لیکن خدائی تصرف کچھ ایسا ہوا کہ مسلمان تو بدر میں اپنے وعدہ پر پہنچ گئے، مگر قریش کا لشکر تھوڑی دور آ کر پھر مکہ کو واپس لوٹ گیا۔ اور اسکا قصہ یوں ہوا کہ جب ابوسفیان کو نعیم کی ناکامی کا علم ہوا تو وہ دل میں خائف ہوا اور اپنے لشکر کو یہ تلقین کرتا ہوا راستہ سے لوٹا کر واپس لے گیا کہ اس سال قحط بہت ہے اور لوگوں کو تنگی ہے اس لئے اس وقت لڑنا ٹھیک نہیں ہے۔ جب کشائش ہوگی تو زیادہ تیاری کے ساتھ مدینہ پر حملہ کریں گے۔

اسلامی لشکر آٹھ دن تک بدر میں ٹھہرا اور چونکہ وہاں ماہ ذوقعدہ کے شروع میں ہر سال میلہ لگا کرتا تھا۔ ان ایام میں بہت سے صحابیوں نے اس میلہ میں تجارت کر کے کافی نفع کمایا۔ حتّٰی کہ انہوں نے اس آٹھ روزہ تجارت میں اپنے رأس المال کو دوگنا کر لیا۔ جب میلے کا اختتام ہو گیا اور لشکر قریش نہ آیا تو آنحضرت ﷺ بدر سے کوچ کر کے مدینہ میں واپس تشریف لے آئے اور قریش نے مکہ میں واپس پہنچ کر مدینہ پر حملے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ یہ غزوہ غزوہ بدر الموعد کہلاتا ہے۔

تزوّج ام سلمہؓ شوال 4 ہجری

اسی سال ماہ شوال میں آنحضرت ﷺ نے ام سلمہؓ سے شادی فرمائی۔ ام سلمہؓ قریش کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں اور اس سے پہلے ابوسلمہ بن عبدالاسد کے عقد میں تھیں جو ایک نہایت مخلص اور پرانے صحابی تھے اور اسی سال فوت ہوئے تھے۔ جب اُمّ سلمہ کی عدت (یعنی وہ میعاد جو اسلامی شریعت کی رو سے ایک بیوہ یا مطلقہ عورت پر گزرنی ضروری ہوتی ہے پیشتر اس کے کہ وہ نکاح ثانی کرے) گزر گئی تو چونکہ اُمّ سلمہ ایک نہایت سمجھدار باسلیقہ اور قابل خاتون تھیں اس لئے حضرت ابوبکر کو ان کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر ام سلمہ نے انکار کیا۔ آخر آنحضرت ﷺ کو خود اپنے لئے ان کا خیال آیا جس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ امّ سلمہ کی ذاتی خوبیوں کے علاوہ جن کی وجہ سے وہ ایک شارع نبی کی بیوی بننے کی اہل تھیں وہ ایک بہت بڑے پائے کے قدیم صحابی کی بیوہ تھیں اور پھر صاحب اولاد بھی تھیں جس کی وجہ سے ان کا کوئی خاص انتظام ہونا ضروری تھا۔ علاوہ ازیں چونکہ ابوسلمہ بن عبداللہ آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے، اس لئے آنحضرت ﷺ کو ان کے پسماندگان کا خاص خیال تھا۔ بہرحال آنحضرت ﷺ نے ام سلمہؓ کو اپنی طرف سے شادی کا پیغام بھیجا۔ پہلے تو ام سلمہؓ نے اپنی بعض معذوریوں کی وجہ سے کچھ تامل کیا اور یہ عذر بھی پیش کیا کہ میری عمر اب بہت زیادہ ہو گئی ہے اور میں اولاد کے قابل نہیں رہی لیکن چونکہ آنحضرت ﷺ کی غرض اور تھی اس لئے بالآخر وہ رضامند ہو گئیں اور ان کی طرف سے ان کے لڑکے نے ماں کا ولی ہو کر آنحضرت ﷺ کے ساتھ ان کی شادی کر دی۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے ام سلمہ ایک خاص پائے کی خاتون تھیں اور نہایت فہیم اور ذکی ہونے کے علاوہ اخلاص و ایمان میں بھی ایک اعلیٰ مرتبہ رکھتی تھیں اور ان لوگوں میں سے تھیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے حکم سے ابتداءً حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ مدینہ کی ہجرت میں بھی وہ سب مستورات سے اول نمبر پر تھیں۔ حضرت ام سلمہؓ پڑھنا بھی جانتی تھیں اور مسلمان مستورات کی تعلیم و تربیت میں انہوں نے خاصہ حصہ لیا۔ چنانچہ کتب حدیث میں بہت سی روایات اور احادیث ان سے مروی ہیں اور اس جہت سے ان کا درجہ ازواج النبی میں دوسرے نمبر پر اور کل صحابہ (مرد وزن) میں بارہویں نمبر پر ہے۔ حضرت ام سلمہؓ نے بہت لمبی عمر پائی اور یزید بن معاویہ کے زمانہ میں 84 سال کی عمر میں فوت ہوئیں اور وہ امہات المؤمنین میں سب سے آخری فوت ہونے والی تھیں چونکہ حضرت اُمّ سلمہؓ آنحضرت ﷺ کی ازواج میں سب سے بڑی عمر کی تھیں۔ حتّٰی کہ وہ شادی کے وقت اولاد پیدا کرنے کے بھی ناقابل ہو چکی تھیں اس لئے آنحضرت ﷺ کی عادت تھی کہ جو دورہ آپؐ اپنی بیویوں کے گھروں میں دریافت خیریت کیلئے روزانہ عصر کی نماز کے بعد فرمایا کرتے تھے اس میں سب سے پہلے آپؐ حضرت ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے جاتے اور سب سے آخر میں حضرت عائشہؓ کے گھر میں جاتے تھے جو عمر میں سب سے چھوٹی تھیں اور پھر اسکے بعد جس بیوی کی باری ہوتی تھی اسکے گھر تشریف لے جاتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کا کاتب خاص اور عبرانی کی تعلیم

آنحضرت ﷺ کی خط و کتابت کا سلسلہ اب وسیع ہو رہا تھا اور اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی تھی کہ آپؐ کا کوئی مخلص صحابی عبرانی سے بھی واقفیت پیدا کرے تا کہ یہود کے ساتھ خط و کتابت اور معاہدات وغیرہ کی تکمیل میں آسانی ہو اور دھوکے وغیرہ کا احتمال نہ رہے چنانچہ اس غرض سے آپؐ نے اپنے ایک نوجوان صحابی زید بن ثابت انصاری سے جنہوں نے جنگ بدر کے قیدیوں سے عربی لکھنا پڑھنا سیکھا تھا اور جو گویا آنحضرت ﷺ کے کاتب خاص یا پرائیوٹ سیکرٹری کا کام کرتے تھے، ارشاد فرمایا کہ وہ عبرانی کا لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیں۔ چنانچہ زید نے جو خاص طور پر ذہین واقع ہوئے تھے صرف پندرہ دن کی محنت سے عبرانی سیکھ لی۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ یہ وہی زید بن ثابت ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں ان کے حکم کے ماتحت قرآن شریف کو ایک مصحف یعنی کتاب کی صورت میں جمع کر کے لکھا۔

جمع قرآن

ہم نے جو اوپر یہ لکھا ہے کہ زید بن ثابت انصاری نے حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت میں قرآن کریم کو مصحف کی صورت میں جمع کر کے لکھا تھا، اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اس سے پہلے قرآن مجید جمع نہیں تھا بلکہ حق یہ ہے کہ قرآن کریم جوں جوں آنحضرت ﷺ پر نازل ہوتا جاتا تھا، آپؐ اسے الٰہی تفہیم کے ماتحت اسے ترتیب دے کر نہ صرف خود اسے یاد کرتے جاتے تھے بلکہ بہت سے دوسرے صحابہ کو بھی یاد کرا دیتے تھے اور جو صحابہ اس معاملہ میں زیادہ ماہر تھے ان کا آپؐ نے یہ فرض مقرر کیا تھا کہ وہ دوسروں کو سکھائیں اور مزید احتیاط کے طور پر آپؐ اسے ساتھ ساتھ لکھواتے بھی جاتے تھے۔ چنانچہ حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ یہی زید بن ثابت جنہوں نے بعد میں قرآن شریف کو ایک جلد کی صورت میں اکٹھا کر کے لکھا اور جو ایک غیر معمولی طور پر ذہین آدمی تھے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں قرآنی وحی کے قلمبند کرنے پر مامور تھے اور ان کے علاوہ بعض اور اصحاب بھی اس خدمت کو سرانجام دیتے تھے۔ مثلاً حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، زبیرؓ بن العوام، شرجیلؓ بن حسنہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، اُبیّؓ بن کعب، عبداللہؓ بن رواحہ وغیرہ۔ غرض قرآن مجید کے جمع و ترتیب کا حقیقی کام سب آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی آپؐ کی ہدایت کے ماتحت ہو گیا تھا اور یہ صرف ایک قیاس ہی نہیں ہے بلکہ حدیث میں صراحت کے ساتھ ذکر آتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس سے روایت آتی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان خلیفۂ ثالث فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کا یہ طریق تھا کہ جب آپؐ پر کوئی وحی نازل ہوتی تھی تو آپؐ اپنے کاتب وحی کو بلوا کر اسے وہ وحی لکھوا دیتے تھے اور ساتھ ہی یہ فرما دیتے تھے کہ اسے فلاں سورۃ میں فلاں موقع پر رکھو۔ اسی طرح آپؐ خود ہی سورتوں کی ترتیب بھی فرما دیتے تھے اور یہ طریق آپؐ کا ابتداء دعویٰ نبوت سے تھا۔ چنانچہ کتاب کے حصہ اول میں ہم لکھ چکے ہیں کہ جب مکہ کے ابتدائی سالوں میں حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو انہیں اسلام کی تحریک قرآن کی تلاوت سے ہی ہوئی تھی جو خباب بن الارت ایک لکھے ہوئے صحیفہ سے حضرت عمر کی بہن اور بہنوئی کو پڑھ کر سنا رہے تھے۔ الغرض قرآن شریف شروع سے ہی ساتھ ساتھ ضبط تحریر میں آ کر مرتب ہوتا اور جمع ہوتا گیا تھا۔ اسکا مزید ثبوت یہ ہے کہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہ اپنی نمازوں میں قرآن شریف کی باقاعدہ تلاوت فرمایا کرتے تھے اور بعض اوقات نمازوں میں لمبی لمبی قرائتیں پڑھتے تھے۔ چنانچہ ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نے ایک ہی تہجد یعنی نصف شب کی نماز میں قرآن شریف کی پہلی پانچ سورتوں کی جو مجموعی طور پر قرآن کریم کے پنجم حصہ کے برابر بنتی ہیں اکٹھی اور بالترتیب قرأت فرمائی تھی اور یہی وہ لمبے قیام ہیں جن کی وجہ سے بسا اوقات آپؐ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے اور بعض روایتوں سے پتہ لگتا ہے کہ آپ ہر سال ماہ رمضان میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن شریف کا دور فرمایا کرتے تھے اور آخری سال دو دفعہ مکمل دور فرمایا۔ یہ سب باتیں اس بات کو یقینی طور پر ظاہر کرتی ہیں کہ قرآن شریف کی ترتیب اور جمع کا حقیقی کام آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا۔ پس زید بن ثابت کے جمع کرنے سے صرف یہ مراد ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ خلیفۂ اول کے حکم اور ان کی نگرانی کے ماتحت قرآن مجید کو ایک مصحف یعنی جلد یا کتاب کی صورت میں اکٹھا کر کے لکھا تا کہ آنحضرت ﷺ کے مرتب کردہ قرآن کی ایک مستند اور یکجائی کاپی ضبط میں آ جاوے اور روایات سے پتہ لگتا ہے کہ پھر اسی مصحف سے بعد میں حضرت عثمان خلیفۂ ثالث نے متعدد مصدّقہ نقلیں تیار کرا کے انہیں اس وقت کی اسلامی دنیا کے مختلف علاقوں میں بھجوا دیا اور پھر انہی مصدّقہ نقول سے آگے مزید اشاعت ہوتی گئی۔ علاوہ ازیں ہر زمانہ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں حفاظ نے قرآن کریم کو اپنے سینوں میں لفظ بلفظ محفوظ کر کے اسکی حفاظت کا ایک مزید ظاہری سبب مہیا کیا۔ اس بات کا اندازہ کرنے کیلئے کہ مسلمانوں کو قرآن شریف کے حفظ کرنے کا کس قدر شوق رہا ہے صرف یہ روایت کافی ہے کہ جب ایک دفعہ کسی غرض سے حضرت عمرؓ کو قرآن کے حفاظ کے پتہ لینے کی ضرورت پیش آئی تو معلوم ہوا کہ اس وقت کی اسلامی افواج کے صرف ایک دستہ میں تین سو سے زائد حافظ قرآن تھے۔ موجودہ زمانہ میں بھی جبکہ لوگوں میں دین کا شوق بہت کم ہو گیا ہے اسلامی دنیا میں حفاظ قرآن کی تعداد یقیناً لاکھوں سے کم نہیں ہوگی۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 528 تا 533، مطبوعہ قادیان 2011)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(1341) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔رحیمن اہلیہ صاحبہ منشی قدرت اللہ صاحب ریاست پٹیالہ نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میری شادی کے چھ ماہ بعد مجھے میرا خاوند قادیان میں لایا اور ایک خط لکھ کر دیا کہ یہ حضرت صاحب کے پاس لے جاؤ۔میں خط لے کر گئی۔ حضورؑ نے وہ خط پڑھا اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ’’تمہارے میاں ڈاکٹر ہیں؟‘‘ میں نے کہا کہ نہیں حضورؑ! آپ نے فرمایا’’کیا حکیم ہیں‘‘ میں نے عرض کیا نہیں حضورؑ، آپؑ نے فرمایا’’پھر وہ کس طرح کہتے ہیں کہ تمہارے ہاں اولاد نہیں ہوگی۔تمہارے ہاں اتنی اولاد ہوگی کہ تم سنبھال نہ سکوگی‘‘اس واقعہ کے نو یا دس ماہ بعد مجھے ایک لڑکا پیدا ہوا اور اس وقت میں سولہ بچوں کی ماں ہوں۔جن میں سے آٹھ بفضلہٖ تعالیٰ زندہ ہیں۔الحمدللہ علیٰ ذالک۔

(1342) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔والدہ محترمہ ڈاکٹر چوہدری شاہنواز صاحب زوجہ چوہدری مولا بخش صاحب چونڈے والے سررشتہ دار نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میں نے 6؍مئی 1901ء میں بیعت کی تھی۔میں بڑے دلان میں آکر اتری تھی۔میں پہلے آٹھ یوم رہی تھی۔میری گود میں لڑکا تھا۔حضرت اماں جان نے پوچھا۔ اس کا کیا نام ہے؟ میں نے عرض کیا’’مبارک احمد‘‘ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے مبارک کا نام رکھ لیا ہے۔حضورؑ نے مسکرا کر فرمایا کہ’’جیتا رہے۔‘‘

مجھے بچپن سے ہی نماز روزہ کا شوق تھا۔جب میں بیعت کر کے چلی گئی تو مجھے اچھی اچھی خوابیں آنے لگیں۔ میرے خواب میرے خاوند مرحوم کاپی میں لکھتے جاتے۔ جب ایک کاپی لکھی گئی تو حضورؑ کی خدمت میں اس کو بھیجا اور پوچھا کہ حضورؑ! یہ خوابیں کیسی ہیں؟ رحمانی ہیں یا شیطانی؟ حضور علیہ السلام نے لکھ بھیجا تھا کہ’’یہ سب رحمانی ہیں۔‘‘

(1343) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔برکت بی بی صاحبہ اہلیہ حکیم مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم ساکنہ تلونڈی نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میں نے 1903ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی تھی۔پہلے جب میں اپنے خاوند مرحوم مغفور کے ساتھ قادیان میں آئی تھی تو میں آنگن میں بیٹھی تھی۔ جمعہ کا دن تھا ،حضور علیہ السلام نے مہندی لگائی ہوئی تھی اور کمرے میں سے تشریف لائے تھے۔مجھے فرمایا کہ’’تم رحیم بخش کی بیوی ہو؟ میرے ساتھ چھوٹی بچی تھی۔حضورؑ نے فرمایا’’یہ تمہاری لڑکی ہے؟‘‘ فرمایا’’تمہارا کوئی لڑکا بھی ہے‘‘ میں نے عرض کیا کہ نہیں، صرف یہی لڑکی ہے۔ ’’اچھا‘‘ فرما کر اندر تشریف لے گئے۔

(1344) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔مائی رکھی خادمہ ککے زئی فیض اللہ چک والدہ نذیر نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ بھائی حامد علی صاحب کے پیٹ میں تلی تھی۔ وہ حضور علیہ السلام سے علاج کرانے آتے تھے۔جب اچھے ہوگئے تو حضورؑ کے خادم بن کر یہاں ہی رہ گئے اور اپنی بیوی کو بھی بلا لیا۔حافظ نور محمد صاحب والد رحمت اللہ شاکر بھی قادیان آ گئے۔حضورؑ نے حافظ نور محمد صاحب کے والد صاحب سے کہا کہ’’اپنا بیٹا ہمیں دے دو۔‘‘ مگر اس نے کہا کہ میرا ایک ہی بیٹا ہے، آپ کو کس طرح دے دوں۔ یہ آٹھویں دن حاضر ہو جایا کرے گا۔ حافظ حامد علی صاحب پانچ بھائی تھے۔یہ دونوں حافظ تھے۔(حضورؑ نے) قرآن مجید سننے کے واسطے ان کو اپنی خدمت میں رکھ لیا تھا۔

(1345) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین اہلیہ محترمہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم ومغفور نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب فنانشل کمشنر صاحب دورہ کی تقریب پر قادیان تشریف لائے تھے تو حضرت اقدسؑ نے جماعت کے معززین کو طلب فرمایا تھا تو ڈاکٹر صاحب رضی اللہ عنہ کو بھی بذریعہ تار طلب کیا تھا۔وہ تین یوم کی رخصت لے کر آئے تھے۔میں قادیان میں ہی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے حضور مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے حضورؑ کے قدموں سے جدا رہنا مصیبت معلوم ہوتا ہے، میرا دل ملازمت میں نہیں لگتا۔حضورؑ نے فرمایا کہ’’سردست ملازمت چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔تم ایک سال کے واسطے آجاؤ۔اکٹھے رہیں گے۔زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔‘‘ چنانچہ وہ حضورؑ سے اجازت لے کر ایک سال کی رخصت حاصل کر کے قادیان آ گئے۔

(1346) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔فضل بیگم صاحبہ اہلیہ محترمہ مرزا محمود بیگ صاحب پٹی نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ خربوزے رکھے تھے تو میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ سرور سلطان صاحبہ اہلیہ محترمہ مرزا بشیر احمد صاحب کہنے لگیں۔’’نظر نہیں آتا، کیا ہے؟‘‘ حضرت صاحب نے فرمایا کہ’’نرمی سے بولا کرو اگر تم پٹھانی ہو تو وہ مغلانی ہے اس لئے محبت سے پیش آیا کرو۔‘‘

(1347) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔فقیر محمد صاحب بڑھئی نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ہمیں پانی کی کمی کی وجہ سے بہت تکلیف تھی۔ہم سب گاؤں کے آدمیوں نے مل کر مشورہ کیا کہ حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کریں کہ وہ کنواں لگوا دیں۔حضرت صاحبؑ، اور بہت سے آدمی آپ کے ہمراہ تھے۔ اس وقت کوٹھیوں کے آگے جو رستہ ہے اس رستے سیر کو جارہے تھے۔جب واپس ہمارے گاؤں کے قریب آئے تو لوگوں نے عرض کی کہ حضورؑ پانی کی تکلیف ہے۔آپؑ نے فرمایا ’’انشاء اللہ بہت پانی ہو جائے گا۔‘‘ اس وقت گاؤں کے چاروں طرف پانی ہی پانی ہے۔

(1348) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔اہلیہ صاحبہ بابو فخر الدین صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اپنے وطن میانی میں تھی کہ میرے لڑکے اسحق کو جس کی عمر اس وقت دو سال کی تھی، طاعون کی دو گلٹیاں نکل آئیں۔ان دنوں یہ بیماری بہت پھیلی ہوئی تھی۔ہم بہت گھبرائے اور حضرتؑ کے حضور دعا کیلئے خط لکھا۔لڑکا اچھا ہو گیا تو ایک ماہ کے بعد میں اس کو لے کر قادیان آئی اور اس کو حضورؑ کے سامنے پیش کیا کہ یہ وہی بچہ ہے جس کو طاعون نکلی تھی۔حضورؑ اس وقت لیٹے ہوئے تھے۔سنتے ہی اٹھ بیٹھے اور فرمایا۔’’اس چھوٹے سے بچہ کو دو گلٹیاں نکلی تھیں؟‘‘ اب خدا کے فضل سے وہ بچہ جوان اور تندرست ہے۔

(1349) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔صفیہ بیگم صاحبہ شاہجہانپوری اہلیہ شیخ غلام احمد صاحب نومسلم واعظ مجاہد نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ’ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ’’صفیہ! گرم پانی کا لوٹا پائخانہ میں رکھو۔‘‘ مجھ سے کچھ تیز پانی زیادہ پڑ گیا۔جب حضورؑ باہر آئے تو مجھے کہا۔ ’’ہاتھ کی پشت کرو‘‘ اور پانی ڈالنا شروع کیا اور ہنستے بھی جاتے تھے۔پھر فرمایا۔’’پانی تیز لگتا ہے‘‘ ؟ میں نے کہا لگتا تو ہے۔آپؑ نے فرمایا’’اتنا تیز پانی نہیں رکھنا چاہئے۔‘‘

(1350) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔برکت بی بی صاحبہ اہلیہ حکیم مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم ساکنہ تلونڈی نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن آپؑ لیٹے ہوئے تھے اور میں پیر دبا رہی تھی۔کئی طرح کے پھل لیچیاں، کیلے، انجیر اور خربوزوں میں سے آپ نے مجھے بہت سے دئے۔ میں نے ان کو بہت سنبھال کر رکھا کہ یہ بابرکت پھل ہیں۔ان کو میں گھر لے جاؤں گی تاکہ سب کو تھوڑا تھوڑا بطور تبرک کے دوں۔جب میں جانے لگی تو حضورؑ نے اماں جان کو فرمایا کہ برکت کو وائی برنم دے دو۔اسکے رحم میں درد ہے(ایکسٹریکٹ وائی برنم لیکوئڈ ایک دوا رحم کی اصلاح کے واسطے ہوتی ہے) یہ مجھے یاد نہیں کہ کس نے دوا لا کر دی۔حضورؑ نے دس قطرے ڈال کر بتایا کہ دس قطرے روز صبح کو پیا کرو۔میں گھر جا کر پیتی رہی۔

(1351) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔برکت بی بی صاحبہ اہلیہ حکیم مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم ساکنہ تلونڈی نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ’’میں تیسری بار قادیان میں آئی تو میرے پاس ایک کتاب رابعہ بی بی کے قصے کی تھی جسے میں شوق سے پڑھا کرتی تھی۔آپؑ نے فرمایا کہ’’برکت بی بی! لو یہ درثمین پڑھا کرو۔‘‘

دوا پینے کے بعد مجھے حمل ہو گیا تھا جس کا مجھے علم نہ تھا۔میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور دو اَور عورتیں بیٹھی ہیں کہ مجھے حیض آ گیا ہے۔میں گھبرائی اور تعبیر نامہ دیکھا۔ اس میں یہ تعبیر لکھی تھی کہ’’جو عورت اپنے آپ کو حائضہ دیکھے وہ کوئی گناہ کرتی ہے۔‘‘ مجھے یہ دیکھ کر سخت رنج ہوا۔ میں نفل پڑھتی اور توبہ استغفار کرتی اور خدا سے عرض کرتی۔ یا اللہ! مجھ سے کون سا گناہ ہوا ہے یا ہونے والا ہے؟ تو مجھے اپنے فضل سے بچا اور قادیان آئی۔حضورؑ کے پاؤں دبا رہی تھی کہ میں نے عرض کی۔’حضورؑ مجھے ایک ایسی خواب آئی ہے جس کو میں حضورؑ کی خدمت میں پیش کرنے سے شرم محسوس کرتی ہوں، حالانکہ نہیں آنی چاہئے کیونکہ حضورؑ تو خدا کے بھیجے ہوئے ہیں۔آپؑ سے نہ عرض کروں گی تو کس کے آگے بیان کروں گی۔پھر میں نے حضورؑ کی خدمت میں وہ خواب بیان کی۔حضورؑ نے فرمایا کہ’’وہ کتاب جو سامنے رکھی ہے وہ اٹھا لاؤ۔‘‘ میں لے آئی آپ نے کتاب کھول کر دیکھا اور بتایا کہ’’جو عورت ایسا خواب دیکھے تو اگر وہ حاملہ ہے تو لڑکا پیدا ہوگا اور اگر حاملہ نہیں تو حمل ہو جائے گا۔‘‘ میں نے عرض کی کہ مجھے حضور علیہ السلام کی دوا اور دعا سے حمل ہے۔آپؑ نے فرمایا’’اب انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا۔‘‘

(1352) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔والدہ صاحبہ فاطمہ بیگم بیوہ میاں کریم بخش صاحب باورچی نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک شخص جس کے سپرد گائے بھینس وغیرہ کا انتظام تھا وہ چوری سے چیزیں بھی نکال کر گھر کو لے جایا کرتا تھا۔ میاں کریم بخش صاحب نے اس کو منع کیا کہ بھئی تو اس طرح چیزیں نہ نکالا کر مگر وہ لڑ پڑا۔میں نے جا کر حضور علیہ السلام کو بتایا کہ وہ اس طرح سے کرتا ہے میاں کریم بخش نے اس سے کہا تو وہ لڑ پڑا۔حضور علیہ السلام نے اس کو کہا۔’’ہم ایسے آدمی کو نہیں چاہتے۔‘‘

(1353) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔اہلیہ محترمہ قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ باغ میں سیر کو گئیں۔(یہ باغ حضرت کی ملکیت تھا جو ڈھاب کے پار ہے) اس میں صرف آم، جامن اور شہتوت وغیرہ کے درخت تھے۔کوئی پھول پھلواری اور ان کی کیاریاں وغیرہ زیبائش کا سامان نہیں تھا۔بالکل تنہا وہ باغ تھا، تو حضور علیہ السلام نے سب کو جامن کھلائے۔ایک بار حضورؑ نے چڑوے ریوڑیاں کھلائیں، حضرت اُم المومنین بھی ساتھ ہوتی تھیں، چھابڑی والے بعض اوقات وہاں پہنچ جایا کرتے تھے۔

(1354) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔مغلانی نور جان صاحبہ بھاوجہ مرزا غلام اللہ صاحب نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ڈاکٹر نور محمد صاحب کی بیوی نے حضرت اُم المومنین صاحبہ سے پوچھا کہ نور جان نے ایسا ارائیوں والا لباس پہنا ہوا ہے، آپ اسکو اپنی نند کیوں کہتی ہیں۔آپ نے کہا کہ اسکے بھائی سے پوچھو۔ پھر آپؑ سے پوچھا۔آپؑ نے فرمایا کہ’’صرف لباس کی وجہ سے ہم بہن کو چھوڑ دیں؟ یہ خود سادگی پسند کرتی ہیں۔ پہلے ایسا ہی لباس ہوتا تھا۔‘‘

(1355) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم مغفور نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میرے بھائی صاحب فیض علی صاحب صابر کا خیال تھا کہ وہ اپنے چھوٹے بھائیوں اقبال علی غنی اور منظور علی کو قادیان میں تعلیم دلائیں جس کے متعلق انہوں نے بصد مشکل والدہ ماجدہ مرحومہ کو راضی کیا اور جب اس طرح یہ دونوں چھوٹے بھائی قادیان چلے گئے تو کچھ اس خیال سے کہ والدہ کو ان کی جدائی شاق ہوگی اور کچھ بھائی صاحب کی بار بار تحریک سے کہا کہ میں نے بھی قادیان رہنا ہے اور قرآن مجید پڑھنا ہے، آپ بھی چلیں اور وہاں حالات دیکھیں۔والدہ مرحومہ اس وعدہ پر راضی ہوئیں کہ وہ صرف چند یوم کے واسطے جائیں گی اور الگ مکان میں رہیں گی اور کہ ان کو حضرت صاحبؑ کے گھر جانے وغیرہ کے واسطے ان کی خلاف مرضی ہرگز مجبور نہ کیا جاوے۔ چنانچہ بھائی صاحب نے ایک مکان خوجہ کے محلہ میں مرادو ملانی کا جو شیخ یعقوب علی تراب کے مکان کے ساتھ گلی کے کونے پر تھا، کرایہ پر لے لیا اور مجھے اور حضرت بوبو جی (اماں جی) کو لے آئے۔میں نے کبھی ریل نہ دیکھی تھی۔ بوبو جی کو راستہ میں یکہ اور کچی سڑک کے باعث بہت تکلیف ہوئی۔چکر آئے اور قے بھی ہوگئی۔اس مکان پر پہنچ کر وہ تو مصلّے پر لیٹ گئیں، میں نماز سے فارغ ہو کر کھانا پکانے میں لگ گئی۔ بھائی صاحب نماز پڑھنے چلے گئے۔بوبو جی نے اس گھبراہٹ میں ہی نماز پڑھی۔قبلہ کی جانچ بھی نہ کی۔نماز کے بعد وہیں غنودگی میں لیٹے تھے کہ بھائی صاحب آ گئے۔والدہ بوبو جی نے اچانک بیدار ہو کر کہا کہ میں نے ابھی ایک بزرگ سفید ریش کو دیکھا جن کے ہاتھ میں عصا تھا۔ انہوں نے تین دفعہ فرمایا،’’یا حضرت عیسیٰؑ‘‘ اس پر بھائی صاحب نے کہا کہ بوبو جی آپ کو تو آتے ہی بشارت ہوگئی ہے اب آپ کو زیادہ تأمل بیعت میں نہیں کرنا چاہئے۔‘‘

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہؓ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہؓ کا رنگ پیدا کرو، اطاعت ہو تو ویسی ہو، باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو، غرض ہر رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہؓ کی تھی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

آپ ایسے بنیں کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے فرائض بھی پورے کرنے والے ہوں اور دوسروں کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہوں

آپ میں سے ہر فرد جماعت کیلئے ضروری ہے کہ وہ تبلیغ کیلئے کچھ وقت مختص کرے اور امریکہ میں اسلام کے پیغام کو پہنچانے کیلئے خاص کوشش کرے

جب تک ہر مرد، چھوٹا اور بڑا اور ہر عورت وقت کی قربانی کیلئے تیار نہیں ہوگی، یہ مقصد پورا نہیں ہوگا

اس لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ آپ سنجیدگی کے ساتھ اپنی تبلیغی ذمہ داریاں پوری کرنے کی طرف بھرپور توجہ کریں

جماعت احمدیہ امریکہ کے 73ویں جلسہ سالانہ منعقدہ 14 تا 16؍جولائی 2023ء بمقام پنسلوینیا کے موقع پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خصوصی پیغام

پیارے احباب جماعت احمدیہ امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں اور میں نے آپ کی تقریبات میں متعدد بار اس بات کا ذکر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی دو اغراض ہیں۔ اول لوگوں کو حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا اور دوم اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنا۔ اس لیے آپ کو پورے انہماک کے ساتھ خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ آپ ایسے بنیں کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے فرائض بھی پورے کرنے والے ہوں اور دوسروں کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہوں۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ آپ روزمرہ کے تربیتی پروگراموں میں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات کے بنیادی پہلوؤں پر زور دیں۔

آپ کو چاہئے کہ آپ اپنے باہمی تعلقات میں اور اسی طرح جماعت کے اندر بھی پیار و محبت کی فضا کو فروغ دیں، اور بہترین طریق پر ایک دوسرے کا خیال رکھیں اور عزت و احترام کے ساتھ پیش آئیں۔

اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ”اس لیے تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہؓ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہؓ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہؓ کی تھی۔“ (ملفوظات، جلد دوم، صفحہ 36)

جماعت احمدیہ امریکہ ایک لمبے عرصے سے قائم ہے اور اس میں کئی ایسے خوشحال اور صاحب حیثیت احمدی موجود ہیں جنہیں اپنے ضرورت مند بھائیوں کی مدد کرنا اپنے اوپر لازم کر لینا چاہئے۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ”خدا تعالیٰ نے یہ نئی قوم بنائی ہے جس میں امیر غریب بچے جوان بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں اور عزت کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں۔ ان کو فقیر اور ذلیل نہ سمجھیں کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں۔ گو باپ جدا جدا ہوں مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔“

(ملفوظات، جلد 3، صفحہ 349، ایڈیشن 1984ء)

مزید برآں، ہمیں خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہمیشہ اس کی راہ میں مالی قربانیوں کی خاص طور پر تحریک اور حوصلہ افزائی کرنی چاہئے کیونکہ یہ ہمارے پروگراموں کی کامیابی اور جماعت کے مقاصد کو پورا کرنے کیلئے بہت اہم ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ ہمیں اس ضروری امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”دینی ضروریات کے انجام دینے کے واسطے چندوں کی ضرورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پیش آئی تھی۔“

(ملفوظات، جلد دہم، صفحہ 139)

پس ان پاک خصلتوں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں اور جماعت احمدیہ امریکہ کو ان نیک خوبیوں کو اپنانے اور ان میں ترقی کرنے کی خاص کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔

اسی طرح میں آپ کی توجہ تبلیغ کے اہم فریضے کی طرف بھی مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ہمیں اسلام کی اشاعت و ترویج کیلئے مختلف قسم کے پروگرام اور اسکیمیں بنانی چاہئیں۔ یہی آپ کی بنیادی ذمہ داری ہے اور نہایت ضروری ہے کہ آپ اس کو سرانجام دینے کیلئے پوری کوشش کریں۔ امریکہ میں آنے والے ابتدائی مبلغین نے تبلیغ پر خصوصی توجہ دی اور ان کی کوششوں کی بدولت بہت سارے لوگ جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ لیکن اس کے بعد، بدقسمتی سے، ان ابتدائی احمدیوں کی اولادیں ان کے نقش قدم پر نہ چل سکیں اور اپنے آپ کو احمدیت کے ساتھ وابستہ نہ رکھ پائیں۔ اب آپ کو چاہئے کہ اسے اپنی ذمہداری سمجھیں اور ان اولین احمدیوں کی نسلوں کو تلاش کریں اور ان کی راہنمائی کرتے ہوئے انہیں دوبارہ جماعت احمدیہ کے بابرکت نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

آپ میں سے ہر فرد جماعت کیلئے ضروری ہے کہ وہ تبلیغ کیلئے کچھ وقت مختص کرے اور امریکہ میں اسلام کے پیغام کو پہنچانے کیلئے خاص کوشش کرے۔ صرف باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ جب بھی آپ ایسے پروگراموں کا انعقاد کریں تو چاہئے کہ آپ میں سے ہر ایک ان کیلئے وقت نکالے۔ جب تک ہر مرد، چھوٹا اور بڑا اور ہر عورت وقت کی قربانی کیلئے تیار نہیں ہوگی، یہ مقصد پورا نہیں ہوگا۔ اس لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ آپ سنجیدگی کے ساتھ اپنی تبلیغی ذمہ داریاں پوری کرنے کی طرف بھرپور توجہ کریں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ”وعظ کا منصب ایک اعلیٰ درجہ کا منصب ہے۔ اور وہ گویا شان نبوت اپنے اندر رکھتا ہے۔ بشرطیکہ خدا ترسی کو کام میں لایا جائے۔ وعظ کرنے والا اپنے اندر خاص قسم کی اصلاح کا موقع پا لیتا ہے۔ کیونکہ لوگوں کے سامنے یہ ضروری ہوتا ہے کہ کم از کم اپنے عمل سے بھی ان باتوں کو کر کے دکھاوے جو وہ کہتا ہے۔“ (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 505-506)

خدا تعالیٰ آپ کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا تعالیٰ آپ کے جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور تمام شاملین، جلسہ کی کارروائی سے بھرپور طریق پر مستفید ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے۔

والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 29؍ستمبر 2023ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہے شکر رب عز و جل خارج از بیاں ۞ جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں

وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں ۞ ہو گی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

آواز آ رہی ہے یہ فونو گراف سے ۞ ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف و گزاف سے

جب تک عمل نہیں ہے دل پاک وصاف سے ۞ کمتر نہیں یہ مشغلہ بت کے طواف سے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

وصایا

منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 11614: میں محمد ظفر احمد گلبرگی ولد مکرم محمد خواجہ گلبرگی صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیلر عمر 54 سال پیدائشی احمدی ساکن: محلہ شانتی نگر یادگیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 1 جنوری 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک عدد رہائشی مکان محلہ شانتی نگر یادگیر ہاؤس نمبر 18-18 شانتی نگر یادگیر۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 11 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: کلیم احمد سگری　العبد: محمد ظفر احمد گلبرگی　گواہ: نور الحق ہوڈری

جب تک تمہیں خود پتا نہ لگے کہ احمدیت کیا چیز ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا دعویٰ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا شریعت لے کرآئے تھے، قرآن کریم کے کیا حکم ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں کیا چاہتا ہے، یہ ساری چیزیں جب تک تمہیں پتا نہ لگیں تم پکی احمدی مسلمان بن ہی نہیں سکتی

اللہ تعالیٰ سے پانچ وقت کی نمازوں میں دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ میرے اندر تکبر نہ پیدا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں تکبر کو نہیں پسند کرتا، ہر ایک سے ہنس کے مسکرا کے بات کرو، یہ دیکھو کہ میں احمدی مسلمان ہوں میں نے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے

اللہ تعالیٰ آزماتا ہے یہ دیکھنے کیلئے کہ تمہارے اندر کتنا ایمان ہے، ہر نبی پہ ظلم ہوا ہر نبی کی جماعت پہ ظلم ہوا لیکن اللہ تعالیٰ آخر میں ان کو بچا لیتا ہے اور ان کو کامیاب کرتا ہے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ لجنہ اماء اللہ جرمنی کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح وہدایات

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20رفروری 2022ء کوممبرات لجنہ اماء اللہ جرمنی سے آن لائن ملاقات فرمائی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ 250 سے زائد ممبرات لجنہ اماء اللہ نے اس آن لائن ملاقات میں بیت السبوح فرانکفرٹ جرمنی سے آن لائن شرکت کی۔

ملاقات کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جسکے بعد لجنہ اماء اللہ کو حضور انور سے اپنے عقائد نیز عصر حاضر کے مسائل کے بارے میں راہنمائی حاصل کرنے کا موقع ملا۔

ایک ممبر لجنہ اماء اللہ نے سوال کیا کہ کیا اسلام پر اعتراض یا criticism کیا جاسکتا ہے؟

حضور انور نے فرمایا سوال یہ ہے کہ سوائے مسلمانوں کے بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو اسلام کو criticise کرتے ہیں۔اگر تم کہو کہ ایک مسلمان اسلام پہ اعتراض کرسکتا ہے کہ نہیں تو تمہارے اندر جو سوال پیدا ہوتے ہیں ان کو تمہیں حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت نمازیں رکھی ہیں۔تمہارے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے یہ پانچ نمازیں کیوں ہیں۔اسکا حل تلاش کرو۔روزے کیوں ہیں اس کا حل تلاش کرو۔اب تو سائنسدان بھی کہنے لگ گئے ہیں کہ روزے بڑی فائدہ مند چیز ہیں۔نمازیں ریگولیٹ کرتی ہیں، انسان کو ڈسپلن کرتی ہیں۔اور خدا تعالیٰ کی ذات پہ سوال ہے یا اور بہت سارے احکامات پہ سوال ہیں، پردے پہ سوال ہے ہر ایک کا جواب تلاش کرنا چاہئے۔ابھی میں نے جمعہ کے خطبہ میں ہی حضرت مصلح موعودؓ کا حوالہ پڑھا تھا۔حضرت مصلح موعودؓ نے یہی کہا تھا کہ جب میں گیارہ سال کا تھا تو مجھے اعتراض پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سچا ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ اسلام کی سچائی کا کیا ثبوت ہے؟ تو اس پر میں نے پھر سوچنا شروع کیا اور پھر مجھے جب اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق پتا لگ گیا کہ وہ ہے اور ثابت ہوگیا پھر مجھے سمجھ آگئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی آپ کی اتباع میں اس زمانے کی اصلاح کیلئے آئے ہیں۔انسان کے دل میں، پڑھے لکھے لوگوں کے دل میں سوال تو پیدا ہوتے ہیں، لیکن اس اعتراض کو اعتراض برائے اعتراض کر کے پھر صرف اس پہ خاموش نہیں ہوجانا چاہئے بلکہ جس طرح حضرت مصلح موعودؓ نے کہا میں نے تحقیق کی جستجو کی اور میں نے کہا میں یہاں سے نہیں اٹھوں گا جب تک مجھے جواب نہیں مل جاتے۔اگر تمہیں اسی دن، اگلے دن جواب نہیں ملتے پھر سوچو پھر لوگوں سے پوچھو پھر لٹریچر پڑھو۔اب تو اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں لٹریچر بھی اتنا موجود ہے، اس زمانے میں تو نہیں تھا۔اسکے سوالوں کے جواب تمہیں آسانی سے مل سکتے ہیں۔اگر تمہارے ذہن میں اسلام کے بارے میں یا اسلام کے کسی حکم کے بارے میں سوال اٹھتا ہے تو معین کر کے کیا پوچھنا چاہتی تھی، یہ کہ کسی مسلمان کے دل میں اسلام کے متعلق کوئی سوال اٹھ سکتا ہے کہ نہیں یہ کہنا چاہتی تھی؟

حضور انور نے مزید فرمایا کہ ہاں تو یہ کہو۔ڈر ڈر کے کیوں سوال کرتی ہو کھل کے سوال کرو۔کیا ہم اسلام کی تعلیم پر کوئی اعتراض کر سکتے ہیں۔سوال یہ بناؤ کہ ہم اسلام کی تعلیم کو جس کی سمجھ نہ آئے اس کے متعلق سوال کر سکتے ہیں کہ یہ کیوں ہے یا یہ میرے نزدیک غلط ہے۔تمہارے نزدیک غلط ہے تو اس کا صحیح حل تلاش کرو۔جن کو علم ہے ان سے پوچھو۔تمہارے مربی ہیں، تمہاری پڑھی لکھی عورتیں ہیں، سمجھ نہیں آتی تو پھر مجھے سوال لکھ کے بھیج سکتی ہو کہ یہ سوال ہے اس کا کیا مطلب ہوسکتا ہے۔دین تو وہی ہوتا ہے جس کی سمجھ بھی آئے تبھی انسان صحیح طرح دین پہ عمل بھی کرسکتا ہے۔اگر صرف اس لیے دین کو مان لیا کہ میرے اماں ابا احمدی مسلمان تھے تو میں بھی احمدی مسلمان ہوں تو اس کا تو کوئی فائدہ نہیں جب تک تمہیں خود پتا نہ لگے کہ احمدیت کیا چیز ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا دعویٰ ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا شریعت لے کر آئے تھے، قرآن کریم کے کیا حکم ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں کیا چاہتا ہے۔یہ ساری چیزیں جب تک تمہیں پتا نہ لگیں تم پکی احمدی مسلمان بن ہی نہیں سکتی اس لیے یہ سوال پڑھے لکھے کے ذہن میں اٹھتے ہیں ضرور اٹھنے چاہئیں لیکن اس پہ ضدی ہو کے اس کو چھوڑنا نہیں چاہئے بلکہ اسکا حل تلاش کرنا چاہئے اور اس وقت تک نہ چھوڑو جب تک اسکا حل نہ مل جائے۔

ایک دوسری ممبر لجنہ اماء اللہ نے سوال کیا کہ ہم کیا عمل کریں کہ ہمارے اندر عاجزی اور انکساری پیدا ہو؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو عاجز سمجھو۔ایک تو اللہ تعالیٰ سے پانچ وقت کی نمازوں میں دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ میرے اندر تکبر نہ پیدا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں تکبر کو نہیں پسند کرتا اس لیے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ دعا مانگنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تکبر سے بچا کے رکھے۔پھر جب لوگوں سے ملو تو اچھے اخلاق دکھا کے ملو ہر ایک کو سلام کرو۔اور ہر ایک سے ہنس کے مسکرا کے بات کرو اور بہرحال یہ دیکھو کہ میں احمدی مسلمان ہوں میں نے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے۔

ایک اَور ممبر لجنہ اماء اللہ نے عرض کی کہ میرا سوال ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوتا پھر بھی احمدیوں پر کیوں ظلم ہوتا ہے؟

حضور انور نے استفسار فرمایا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کیا کہتا ہے اللہ تعالیٰ کا سب سے پیارا نبی کون تھا؟ انہوں نے عرض کی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔تو کیا مکہ میں آپؐ پہ تیرہ سال ظلم نہیں ہوتے رہے؟ انہوں نے عرض کی۔جی ہوتے رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہوتے رہے ہیں۔اس کے بعد پھر جب مدینہ آئے تو وہاں بھی بہت ساری مشکلات کا ہی سامنا کرنا پڑا۔پھر جب فتح مکہ ہوئی اسکے بعد بھی تو پھر ظالموں نے حملہ کیا، اسکے بعد بھی جنگ ہوتی رہی۔پھر منافقین بھی سر اٹھاتے رہے۔پھر خلفائے راشدین آئے، ان کے زمانے میں بھی ظلم ہوتے رہے۔جہاں جہاں تھوڑے مسلمان ہوتے تھے ان پر ظلم ہوتے رہے۔تو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں کہتا ہے میں لوگوں کو آزماتا ہوں۔دیکھتا ہوں کہ تمہارا ایمان کتنا مضبوط ہے۔تمہارے پہ جب ظلم ہوتا ہے زیادتی ہوتی ہے تم پھر بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولتے اور لوگوں سے نہیں ڈرتے اور دل میں صرف اللہ کا خوف رکھتے ہو تو پھر اللہ تعالیٰ تمہیں reward دیتا ہے۔یہ دنیا جو ہے یہاں بھی دے دیتا ہے اور اگلے جہاں میں بھی reward دیتا ہے۔اب دیکھو تم لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہو تمہارے والدین پہ، ماں باپ پہ اگر ظلم ہوئے پاکستان میں تو وہاں سے آگئے، وہاں اگر ظلم برداشت کر کے آئے اور اپنی دولت یا روپیہ لٹا کر آئے اور تم لوگوں کو نقصان پہنچایا گیا کاروبار جلائے گئے تو یہاں آ کے اللہ تعالیٰ نے اور بے شمار دے دیا اس سے بڑھ کر دے دیا۔ظلم کرنے والے ایک وزیر اعظم نے کہا کہ میں احمدیوں کے ہاتھ میں کشکول پکڑا دوں گا۔بھیک مانگیں گے پیالہ لے کے لوگوں سے، پیسے مانگا کریں گے، ایسا ان کا حال کروں گا۔اسکا حال کیا ہوا اس کو تو اللہ تعالیٰ نے ماردیا اور اس کے اپنے جرنیل نے ہی اس کو پھانسی پر لٹکا دیا۔اور احمدی جن کے ہاتھوں میں کشکول پکڑانا تھا آج دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور اللہ کے فضل سے اب جماعت ترقی بھی کر رہی ہے اور ہر جگہ ہم مسجدیں بھی بنا رہے ہیں، مشن بھی بنا رہے ہیں، تبلیغ بھی کر رہے ہیں، اور ذاتی طور پر بھی احمدی بہتر حالات میں ہو رہے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ آزماتا ہے دیکھنے کیلئے کہ تمہارے اندر کتنا ایمان ہے۔تو ظالموں کو تو ظلم کی سزا دے دیتا ہے ساتھ تم لوگوں کو بھی آزماتا ہے اور دیکھتا ہے اور اس دنیا میں بھی جزا دیتا ہے اور اگلے جہان میں بھی جزا دیتا ہے۔یہ ہمیشہ ہر نبی کے ساتھ ہوتا آیا ہے۔ہر نبی پہ ظلم ہوا ہر نبی کی جماعت پہ ظلم ہوا لیکن اللہ تعالیٰ آخر میں ان کو بچا لیتا ہے اور ان کو کامیاب کرتا ہے۔

ایک اَور ممبر لجنہ اماء اللہ نے سوال کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو سکول کی کتابوں میں خاکے چھپے ہیں ان کے خلاف ہم کیا کر سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ تم ان کو بتاؤ کہ اس طرح اگر ہم ایک دوسرے کے مذہب کے جو لیڈر ہیں، جو کسی مذہب کے فاؤنڈر ہیں یا نبی ہیں یا رسول ہیں ان کے خلاف بولیں گے تو اس طرح سکول میں یا معاشرے میں امن اور سلامتی قائم نہیں رہ سکتی۔بے شمار جگہ مَیں نے یہ لیکچر دیے ہیں اگر تم کتاب Pathway to Peace پڑھو اس میں بھی تمہیں بہت ساری باتیں پتا لگ جائیں گی۔تم میری وہ کتاب پڑھ سکتی ہو، جرمن زبان میں بھی چھپی ہوئی ہے۔اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو خاکے چھاپے اس پہ بھی میں نے بہت سارے خطبات دیے تھے۔ان کو بھی پڑھو۔دنیا

خلافت کی نعمت کی قدر کریں اور اسکی اطاعت کے اعلیٰ نمونے پیش کرنے کی کوشش کریں

اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص و محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں

اسکے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں

امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کیلئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کیلئے ایک ڈھال ہے

اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے، آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں

اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں، ہماری ساری ترقیات کا دارو مدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے

جلسہ سالانہ سپین 2023ء کے موقع پر سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خصوصی پیغام

پیارے احبابِ جماعت احمدیہ سپین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ سپین کو 13 تا 14/اکتوبر 2023ء اپنا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس جلسہ کو خیر و برکت کا باعث بنائے اور اس کی برکات سے پوری طرح مستفیض ہونے کی توفیق بخشے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

’’اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زُہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کیلئے ایک نمونہ بن جائیں اور اِنکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کیلئے سرگرمی اختیار کریں۔‘‘ (شہادۃ القرآن، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 394)

بس جو افراد جماعت اس جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں وہ ان مقاصد کو یاد رکھیں اور اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ سب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُس دلی خواہش کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے جو جلسہ میں شامل ہونے والوں کی حالت کے بارے میں آپ کے دل میں تھی، اُس مقصد کے حصول کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے جو جلسہ سالانہ کے منعقد کرنے کا آپ کے دل میں تھا اور جس کا اظہار آپ نے ان الفاظ میں بھی کیا ہے کہ اس دنیا سے زیادہ آخرت کی طرف توجہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی روحانی حالتوں میں پاک تبدیلی پیدا کرنے اور زہد و تقویٰ میں ترقی کرنے کی توفیق دے۔

اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل اور احسان ہے کہ آپ کو خلافت کی نعمت سے نوازا ہے اور اس کے ذریعہ ایک لڑی میں پروئے گئے ہیں۔ اس نعمت کی قدر کریں اور اسکی اطاعت کے اعلیٰ نمونے پیش کرنے کی کوشش کریں۔ اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص و محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کیلئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کیلئے ایک ڈھال ہے۔ پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارو مدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور اپنے بے شمار فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین۔

والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 14/اکتوبر 2023ء)

ایک سجدہ فلسطین کے واسطے

خلیفۂ وقت کی مظلوم فلسطینیوں کے حق میں دُعا کی تحریک

(محمد ابراہیم سرورؔ، قادیان)

سرزمین فلسطین کے باسیو !!	صبر سے تم ذرا کام لو، ساتھیو !
یہ گھڑی بھی مصیبت کی ٹل جائے گی	چھوڑنا ربّ کا دامن نہ اَے ساتھیو !
تم دُعاؤں میں مانگو، خدا کی مدد	وہ مجیب الدعا ہے مگر ہے صمد
اس کو حاجت نہیں ہے تمہاری، سنو !	تم ہی محتاج ہو سو کہو، اَلْمَدَد
آگ کے ہر طرف ہیں گڑھے ہی گڑھے	اُن کی جانب تمہارے قدم کیوں بڑھے
مان لو تم امام الزّماں کو سبھی	تاکہ سورج تمہارا دوبارہ چڑھے
تاکہ بکھرے نہ پھر جا بجا یہ لہو	تاکہ غالب نہ ہو تم پہ کوئی عدو
تاکہ پھر سے رہو تم سبھی امن سے	تاکہ ہو نہ سکو منتشر تم کبھو
مہدیٔ وقت کو مان لو تم اگر	کس کو طاقت ہے پھر تم پہ ڈالے نظر
گر خلافت کو تم ڈھال اپنی کرو	امن ہوگا تبھی، نہ کہ خوف و خطر
ایک مردِ مجاہد ہے سمجھا رہا	جو محمدؐ کے نائب کا نائب ہوا
حالتِ زار اُمّت کی وہ دیکھ کر	اپنے مولا سے ہے التجا کر رہا
اُس کو ہے درد اُمّت کا بس رات دن	سب ہی امن و سُکوں ہے گیا گویا چھِن
شب سحر کر رہا ہے دعاؤں میں وہ	کوئی سجدہ نہیں اس کا، اُمّت کے بِن
عاشقانِ خلافت کو سمجھا رہا	درد اُن کا بھی اپنا ہے، بتلا رہا
ایک سجدہ فلسطین کے واسطے	اُن کو بھولو کبھی نہ، یہ سکھلا رہا
ہاتھ اُٹھا، اَے غلامِ مسیح الزّماںؑ !	بس دُعاؤں کا ہی ایک چارہ بچا
اپنے مولیٰ کے در پہ تو فریاد کر	قادرُ الملک لے تا سبھی کو بچا

میں اس طرح امن نہیں قائم رہ سکتا۔ دنیا میں امن قائم رکھنا ہے تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنا چاہئے۔ اگر کوئی کسی کے ماں باپ کو برا کہے تو لڑائی ہو جائے گی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمیں اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ پیارے ہونے چاہئیں۔ اس لیے ان سے کہو کہ دیکھو میں اس طرح تمہارے سے خوش نہیں رہ سکتی۔ امن قائم رکھنا ہے آپس میں محبت اور پیار سے رہنا ہے تو ہمیں عزت و احترام سے رہنا پڑے گا۔ ان سے کہنا لیکن ہم حضرت عیسیٰ کی عزت کرتے ہیں، حضرت موسیٰ کی عزت کرتے ہیں ہم سارے نبیوں کی عزت کرتے ہیں، ہم سارے نبیوں کو مانتے ہیں اور یہی ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا تاکہ دنیا میں امن اور پیار قائم ہو۔ تم لوگ اگر ایسی باتیں کرو گے تو امن قائم نہیں رہ سکتا اور ہمارے جذبات کو تم hurt کر رہے ہو گے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 15/مارچ 2022ء)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19/دسمبر 2023ء بروز منگل 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر الدین صاحب (ووکنگ، یو۔کے)

15/دسمبر کو 73 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم میاں رفیق احمد صاحب (جھنگ صدر) کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ نماز اور روزہ کی پابند، ملنسار، مہمان نواز اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی ایک نیک، دیندار بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ اپنے چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحومہ کے تینوں بچوں کو لوکل جماعت میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ منیرہ بشریٰ بٹ صاحبہ اہلیہ مکرم محمد بنیامین بٹ صاحب (مراکش، مراکو)

2/نومبر 2023ء کو اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت عبدالحکیم بٹ صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی، مکرم حافظ عبدالواحد صاحب (واقف زندگی) کی پوتی اور مکرم شاکر مسلم بٹ صاحب مربی سلسلہ (بورکینا فاسو) کی بڑی بہن تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بے شمار خوبیوں کی مالک، خوش اخلاق، ملنسار، مہمان نواز، غریبوں کی ہمدرد، خلافت سے دلی محبت کرنے والی اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی ایک نیک مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ والدہ، دو بھائی اور تین بہنیں شامل ہیں۔

(2) مکرمہ صالحہ قانتہ بھٹی صاحبہ اہلیہ مکرم رشید احمد صاحب بھٹی (فلاڈلفیا، امریکہ)

18/نومبر 2023ء کو 84 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ محترم خانصاحب قاضی محمد رشید خان صاحب سابق وکیل المال ثالث اور امۃ الحمید بیگم صاحبہ کی بیٹی تھیں۔ راولپنڈی میں احمدی اور غیر احمدی بچیوں اور بچوں کو قاعدہ یسرنا القرآن اور قرآن مجید باترجمہ پڑھاتی رہیں۔ غرباء کی ہمدرد اور بڑی خیر خواہ تھیں۔ چھوٹی عمر میں ربوہ جاکر تعلیم حاصل کرنے اور وہاں مقیم اپنے صحابہ نانا اور نانی، مولوی محمد عبداللہ بوتالوی صاحبؓ اور امۃ العزیز صاحبہؓ کی خدمت کی سعادت ملی۔ راولپنڈی میں ایک حلقہ کی صدر رہیں اور امریکہ میں بھی 11 سال نیشنل سیکرٹری ناصرات کے طور پر نمایاں خدمات کی توفیق ملی۔ تحریک جدید دفتر اول کی مجاہدہ تھیں۔ شادی کا زیور مسجد بیت الفتوح کیلئے راولپنڈی میں ہی ادا کر دیا تھا۔ مسجد بیت العافیت فلاڈلفیا میں بھی مالی قربانی کی توفیق پائی۔ بچوں میں بھی مالی قربانی کا جذبہ پیدا کیا۔ 2002ء میں میاں کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ ربوہ بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین ہوئی۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے چاروں بھائی واقفین زندگی ہیں اور تینوں بہنیں واقفین زندگی سے بیاہی ہوئی ہیں۔

(3) مکرم محبوب احمد صاحب (کینیڈا)

7/دسمبر 2023ء کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند اور قرآن مجید کی تلاوت شوق اور محبت سے کیا کرتے تھے۔ جماعت اور خلافت کے ساتھ عقیدت کا والہانہ تعلق تھا۔ یہی جذبہ اپنے بچوں میں بھی پیدا کیا۔ آپ مہمان نواز، رحم دل، نفیس طبع اور ایک باہمت انسان تھے۔ بیماری کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہمیشہ اپنے مولیٰ کی رضا پر راضی رہے۔ کبھی ناشکری کا کلمہ آپ کے منہ سے نہ سنا گیا بلکہ ہمیشہ زبان اپنے مولیٰ کے شکر سے تر رہتی۔ آپ کو مختلف حیثیتوں میں جماعت کی خدمت کا بھی موقع ملا۔ کوٹلی، کشمیر میں سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر اور کینیڈا جماعت کے لنگر خانہ میں طویل عرصہ تک خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔

(4) مکرم رشید احمد نذیر صاحب (جماعت Nottingham یوکے)

17/نومبر 2023ء کو 93 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب مرحوم مشنری انچارج ویسٹ افریقہ کے بیٹے اور مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مرحوم (سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا) اور مکرم ڈاکٹر بشارت احمد نذیر صاحب (پریس ڈیپارٹمنٹ یوکے) کے بھائی تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم حمید احمد نذیر صاحب آجکل صدر مجلس انصاراللہ سپین کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(5) مکرم مسعود احمد فضل صاحب (آف عثمان آباد، انڈیا)

20/مئی 2023ء کو 51 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا جماعت کے ساتھ مخلصانہ تعلق تھا۔ عبادات اور تلاوت قرآن مجید کی طرف کافی توجہ تھی۔ جماعتی پروگراموں اور جلسوں میں باقاعدگی کے ساتھ شرکت کیا کرتے تھے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں بھی باقاعدہ تھے۔ مرحوم کو مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ بوقت وفات ناظم ضلع انصاراللہ عثمان آباد اور زعیم انصاراللہ مجلس عثمان آباد تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(6) مکرمہ یاسمین سہگل صاحبہ (بنگلور صوبہ کرناٹک، انڈیا)

21/اپریل 2023ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ مکرم محمد شفیع اللہ صاحب (سابق صوبائی امیر کرناٹک وگووا) کی بڑی بیٹی تھیں۔ ان کے پڑدادا حضرت موسیٰ رضا صاحب رضی اللہ عنہ بنگلور کے سب سے پہلے احمدی تھے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ مرحومہ پنجگانہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ جماعتی پروگراموں اور جلسوں میں باقاعدگی کے ساتھ شامل ہوتی تھیں۔ مرحومہ کو سیکرٹری ناصرات لجنہ اماء اللہ بنگلور کے طور پر خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(7) مکرم ریحان احمد صاحب (کنورٹاؤن صوبہ کیرالہ، انڈیا)

3/جنوری 2023ء کو 65 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدہ شریک ہوتے تھے اور چندوں کی ادائیگی کی بھی بڑی پابندی کرتے تھے۔ سعودی عرب میں قیام کے دوران لمبا عرصہ سیکرٹری مال رہے۔ انڈیا میں مقامی جماعت کنورٹاؤن کیرلہ میں بھی سیکرٹری دعوت الی اللہ کے علاوہ بعض اَور عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ سعودی عرب کے اسیران راہ مولیٰ میں سے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح :: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 20/جنوری 2024ء کو بعد نمازِ ظہر وعصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل چار نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

☆مکرمہ مہوش محمود صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم محمود احمد طلحہ صاحب (استاد جامعہ احمدیہ یوکے) ہمراہ مکرم احسان احمد خالد صاحب ابن مکرم مبشر احمد خالد صاحب (آسٹریلیا)

☆مکرمہ مناہل محمود صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم ملک طارق محمود صاحب (مربی سلسلہ امریکہ) ہمراہ مکرم تکریم ناصر شاہ صاحب (واقف نو) ابن مکرم خرم شاہ صاحب (امریکہ)

☆مکرمہ رضوانہ احمد صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم محمد افتخار احمد صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم احتشام قادر صاحب ابن مکرم طاہر انصار احمد صاحب (یوکے)

☆مکرمہ فائزہ چکوڑی صاحبہ (واقفہ نو، یوکے) بنت مکرم نذیر احمد عبداللطیف چکوڑی صاحب (کرناٹک، انڈیا) ہمراہ مکرم ڈاکٹر سید بشیر الدین حکیم صاحب (یوکے) ابن مکرم قریشی عبدالحکیم صاحب (بنگلور، انڈیا)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
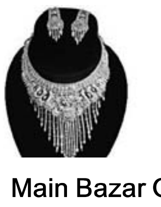
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

جنگ کے حالات جس تیزی سے شدت اختیار کر رہے ہیں اور بڑی طاقتیں جس پالیسی پر عمل کرتی نظر آ رہی ہیں اس سے تو عالمی جنگ اب سامنے کھڑی نظر آ رہی ہے
راتوں کی دعائیں ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو زیادہ کھینچتی ہیں اور آج کل تو دنیا کو تباہی سے بچانے کیلئے ان کی خاص طور پر ضرورت ہے

بنوقینقاع کی فتنہ انگیزی، غزوۂ بنوقینقاع کی تفصیلات کا بیان نیز اسرائیل حماس جنگ کے پیش نظر دعاؤں کی تحریک

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 27؍اکتوبر 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: آنحضرت ﷺ کے سمجھانے کا کیا طریق تھا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک بات کے سمجھانے کیلئے تحمل سے کام لیا کرتے تھے اور بجائے لڑنے کے محبت اور پیار سے کسی کو اس کی غلطی پر آگاہ فرماتے تھے

سوال: راتوں کی دعاؤں کا کیا اثر ہوتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: راتوں کی دعائیں ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو زیادہ کھینچتی ہیں اور آج کل تو دنیا کو تباہی سے بچانے کیلئے ان کی خاص طور پر ضرورت ہے۔

سوال: یہود کے تینوں قبائل میں سے جنہوں نے سب سے پہلے معاہدے کی خلاف ورزی کی وہ کون تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: یہود کے تینوں قبائل میں سے جنہوں نے سب سے پہلے معاہدے کی خلاف ورزی اور غداری کی وہ بنوقینقاع کے یہودی تھے۔

سوال: مسلمانوں کی مشکلات دُور ہونے کیلئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مسلمانوں کی مشکلات دُور ہونے کیلئے ہمیں خاص درد رکھنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا ہے کہ ہم مسلمانوں کیلئے بہت دعا کریں۔

سوال: آنحضرت ﷺ کے اپنی بیٹی اور داماد کو تہجد کی نماز کی طرف توجہ دلانے کے متعلق کون سی روایت ملتی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضور ﷺ کے اپنی بیٹی اور داماد کو تہجد کی نماز کی طرف توجہ دلانے کے واقعہ کا بخاری میں یوں ذکر ہے۔ حضرت علی بن ابوطالبؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات ان کے اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم دونوں نماز نہیں پڑھتے؟ تو مَیں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ جب وہ چاہے کہ ہمیں اٹھائے تو ہمیں اٹھاتا ہے۔ تہجد کی نماز کا ذکر ہو رہا ہے۔ حضرت علی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مجھے اسکا کوئی جواب نہیں دیا اور واپس تشریف لے گئے۔ پھر میں نے آپ ﷺ کو سنا جبکہ آپؐ واپس جا رہے تھے۔ آپ ﷺ اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے فرما رہے تھے کہ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا (الکہف: 55) کہ انسان سب سے بڑھ کر بحث کرنے والا ہے۔

سوال: نبی کریم ﷺ کے مدینہ ہجرت کر جانے کے بعد یہود کون سے تین قبائل میں بٹ گئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کے مدینہ ہجرت کر جانے کے بعد عرب کے کفار کا معاملہ ایک جیسا نہ رہا۔ وہ تین قسموں میں بٹ چکے تھے۔ ایک وہ تھے جن سے آپ ﷺ نے اس شرط پہ صلح کر لی تھی کہ وہ نہ تو آپ ﷺ سے جنگ کریں گے اور نہ ہی آپ ﷺ کے خلاف آپؐ کے دشمنوں کی مدد کریں گے۔ یہ معاہدہ کرنے والے یہود کے تینوں قبائل بنوقُریظہ، بنونَضیر اور بنوقَینُقاع تھے۔ دوسرے وہ تھے جنہوں نے آپ ﷺ سے عداوت کی، آپ ﷺ کے خلاف جنگ کی اور وہ قریش تھے۔ تیسرے وہ لوگ تھے جنہوں نے آپ ﷺ کو چھوڑ دیا۔

سوال: آنحضرت ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے یہود سے کیا معاہدہ کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپ ﷺ نے سب یہود سے معاہدہ کیا۔ آپؐ نے اپنے اور ان کے مابین امان نامہ لکھا۔ ان پر بہت سی شرائط عائد کیں۔ ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ وہ آپ ﷺ کے خلاف کسی دشمن کی مدد نہیں کریں گے۔

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوقینقاع کو جمع کر کے کیا تنبیہ فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بنوقینقاع کو جمع کر کے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے گروہ یہود! اللہ سے ایسی تباہی نازل ہونے سے بچنے کی کوشش کرو جیسی بدر کے موقع پر قریش کے اوپر نازل ہوئی ہے۔ اس لیے مطیع و فرمانبردار بن جاؤ کیونکہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہوں اور اس حقیقت کو تم اپنی کتاب میں درج پاتے ہو اور اس عہد کو بھی جو اللہ نے تم سے لیا تھا۔

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنبیہ کو سن کر بنوقینقاع نے کیا جواب دیا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انہوں نے کہا اے محمد! (ﷺ) آپ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بھی آپ کی قوم والوں کی طرح ہیں۔ اس دھوکہ میں نہ رہئے کیونکہ اب تک آپ کو ایسی ہی قوم سے واسطہ پڑا ہے جو جنگ اور اسکے طریق نہیں جانتے۔ لہٰذا آپ نے انہیں آسانی سے زیر کر لیا لیکن خدا کی قسم! اگر آپ نے ہم سے جنگ کی تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ کیسے بہادروں سے پالا پڑا ہے۔ اسکے بعد بنوقینقاع کے یہود وہاں سے جا کر قلعہ بند ہو گئے۔

سوال: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بنوقینقاع کے یہود کے قلعہ کی طرف روانہ ہوئے تو کس کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا؟

جواب: رسول کریم ﷺ جب بنوقینقاع کے یہود کے قلعہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابُولبابہؓ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا۔

سوال: رسول کریم ﷺ نے بنوقینقاع کے یہودیوں کا کتنے عرصہ تک محاصرہ کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپ ﷺ نے پندرہ دن تک بنوقینقاع کے یہودیوں کا سخت محاصرہ کیے رکھا اور آپ ﷺ اس غزوہ کیلئے شوال کی پندرہ تاریخ کو روانہ ہوئے اور ذوالقعدہ کے چاند تک وہیں رہے۔

سوال: بنوقینقاع کے ان یہودیوں میں کتنے جنگجو اور زرہ پوش تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بنوقینقاع کے ان یہودیوں میں چارسو جنگجو تھے جو قلعہ کی حفاظت پہ مامور تھے اور تین سو زرہ پوش تھے۔

سوال: یہود نے محاصرے سے تنگ آ کر رسول کریم ﷺ سے کیا درخواست کی جس کو رسول اللہ ﷺ نے قبول فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آخر محاصرے سے تنگ آ کر یہود نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ ہمارا راستہ چھوڑ دیں تو ہم مدینہ سے جلاوطن ہو کر ہمیشہ کیلئے چلے جائیں گے اور صرف ہماری عورتوں اور بچوں کو ہمارے لیے چھوڑ دیں جنہیں ہم اپنے ساتھ لے جائیں اور باقی مال و دولت آپ رکھ لیں اور مال میں ہتھیار وغیرہ بھی شامل ہوں گے۔ آپ ﷺ نے یہود کی یہ بات قبول فرما لی اور انہیں مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔

سوال: اسرائیل کی حکومت اور بڑی طاقتیں جس پالیسی پر عمل کرتی نظر آ رہی اس سے کس خطرے کا امکان ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جنگ کے حالات جس تیزی سے شدت اختیار کر رہے ہیں اور اسرائیل کی حکومت اور بڑی طاقتیں جس پالیسی پر عمل کرتی نظر آ رہی ہیں اس سے تو عالمی جنگ اب سامنے کھڑی نظر آ رہی ہے۔

......☆......☆......☆......

تم حقیقی نیکی کو جو نجات تک پہنچاتی ہے ہرگز پا نہیں سکتے بجز اسکے کہ
تم خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ مال اور وہ چیزیں خرچ کرو جو تمہاری پیاری ہیں (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے مخلص احمدیوں کی مالی قربانیوں کے ایمان افروز واقعات کا بیان

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 3؍نومبر 2023 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورہ آل عمران کی آیت نمبر 93 کی تلاوت فرمائی: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ یعنی: تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو اور تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو تو یقیناً اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

سوال: حقیقی نیکی کس طرح حاصل کی جا سکتی ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: تم حقیقی نیکی کو جو نجات تک پہنچاتی ہے ہرگز پا نہیں سکتے بجز اس کے کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ مال اور وہ چیزیں خرچ کرو جو تمہاری پیاری ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی محبوب چیز کو خرچ کرنے سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: بیکار اور نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی آدمی نیکی کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ پس یہ امر ذہن نشین کر لو کہ نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نصِّ صریح ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران: 93) جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نہ کرو گے اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا۔ اگر تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں چاہتے تو کیونکر کامیاب اور بامراد ہو سکتے ہو۔ کیا صحابہ کرام مفت میں اس درجہ تک پہنچ گئے جو اُن کو حاصل ہوا۔ دنیاوی خطابوں کے حاصل کرنے کیلئے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ تب کہیں جا کر ایک معمولی خطاب جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہو سکتی ملتا ہے۔ پھر خیال کرو کہ رضی اللہ عنہم کا خطاب جو دل کو تسلی اور قلب کو اطمینان اور مولیٰ کریم کی رضا مندی کا نشان ہے کیا یونہی آسانی سے مل گیا؟ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا مندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔ خدا ٹھگا نہیں جا سکتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کیلئے تکلیف کی پروانہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔

سوال: حضور انور نے افریقہ کے ایک ملک گنی بساؤ کے محمود صاحب کی مالی قربانی کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: گنی بساؤ افریقہ کا ایک ملک ہے۔ وہاں کے محمود صاحب جو موٹر سائیکل مکینک ہیں۔ ان کو مشنری صاحب نے چندہ تحریکِ جدید کی تحریک کی تو انہوں نے اپنی جیب میں جتنی بھی رقم تھی سب نکالی جو کہ دس ہزار فرانک سیفا تھی۔ گھر میں بیٹھے تھے کہ اسی وقت ان کی بہو آئی۔ انہوں نے گھر میں کھانا پکانے کیلئے پیسے مانگے۔ محمود صاحب وہ ساری رقم تحریکِ جدید چندہ میں ادا کر چکے تھے انہوں بہو کو کہا کہ آپ صبر کریں۔ اس وقت بہو واپس چلی گئی۔ محمود جرگہ صاحب کہتے ہیں کہ ابھی وہ اس پریشانی میں تھے کہ بہو کو کس طرح خرچ دیں کہ گورنمنٹ کے ایک دفتر سے فون آیا کہ آپ دفتر آ جائیں۔ جب وہاں پہنچے تو انہوں نے کہا کہ آپ نے گذشتہ سال ہماری موٹر سائیکلوں کی مرمت کی تھی جس کی رقم ہم نے آپ کو ادا نہیں کی تھی اور ایک لاکھ نوے ہزار فرانک سیفا کا چیک ان کو دیا۔ چیک وصول کرنے کے بعد محمود صاحب فوراً اپنے گھر آئے۔ اپنی بہو اور باقی گھر

والوں کو بلا کر کہا کہ دیکھو! اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی برکتیں۔ جس رقم کی مجھے امید بھی نہیں تھی وہ میرے ربّ نے مجھے دلوادی۔

سوال: فجی کے مبلغ صاحب نے اشفاق صاحب کی مالی قربانی کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: فجی کے مبلغ لکھتے ہیں نانڈی کے ایک دوست اشفاق صاحب ہیں۔ انہوں نے سفر کے دوران میرا تحریکِ جدید کا جو پچھلا خطبہ تھا وہ سنا اور جو میں نے واقعات بیان کیے تھے وہ سنے۔ ان واقعات کا ان پر بڑا اثر ہوا اور دورانِ سفر گاڑی چلاتے ہوئے سیکرٹری تحریکِ جدید کو فون کیا کہ میرا تحریکِ جدید کا چندہ دوگنا کر دیں۔ یہ بزنس کرتے ہیں۔ اس کے بعد بزنس کی سالانہ مالی رپورٹ تیار ہوئی تو اس سال ان کا منافع بھی دوگنا تھا۔ جس پر وہ بیان کرتے ہیں کہ میرا یقین ہے کہ یہ دوگنا منافع ہماری محنت اور کوششوں سے نہیں ملا بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ چندے کو دوگنا کرنے سے ملا ہے۔

سوال: مالی قربانی کی برکت کے متعلق حضور انور نے آسٹریلیا کے خادم کا کون سا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آسٹریلیا سے مربی کامران صاحب کہتے ہیں ایک خادم نے قریباً دس سال سے چندہ نہیں دیا تھا۔ میں اس کے ساتھ بیٹھا اور اس کو مالی قربانی کی برکات کے متعلق بتایا۔ اس کے بعد اس نے اپنا چندہ دینا شروع کر دیا اور ساتھ ہی تحریکِ جدید اور وقف جدید کا چندہ ادا کر دیا۔ کہتے ہیں کچھ دن گزرے تھے کہ اس کا فون آیا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے کام میں پروموشن ہوگئی ہے جس کی مجھے بالکل بھی امید نہیں تھی اور کہنے لگا کہ یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کی وجہ سے ہے اور جو دس سال سے سست تھا کہنے لگا کہ اب میں کبھی چندوں میں سستی نہیں کروں گا۔

سوال: ملائیشیا سے ایک دوست بھکرا صاحب نے مالی قربانی کی برکت کے متعلق اپنا کیا ذاتی تجربہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ملائیشیا سے ایک دوست بھکرا (Bhakra) صاحب ہیں۔ کہتے ہیں میرا ذاتی تجربہ ہے 17-2016ء کے درمیان میں نے تحریکِ جدید میں ایک ہزار رنگٹ کا وعدہ کیا۔ اس دوران میں اپنے مالی حالات کی وجہ سے ادائیگی کرنے سے قاصر تھا جو اس وقت واقعی مشکل تھا اور میرا کاروبار متاثر ہو رہا تھا۔ میں پریشانی کی حالت میں تھا اور امید رکھتا تھا کہ وعدہ کی مکمل ادائیگی ہو جائے گی لیکن میں پیسے بھی جمع نہیں کر سکتا تھا۔ میں صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ اگر میری نیت سچی ہے اور جماعت واقعی حق پر ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ آسانیاں پیدا کرے گا۔ وعدہ جات کی ادائیگی کرنے کے آخری دن سے ایک دن پہلے اتفاقاً کاروبار سے آمدنی آئی اور رقم بالکل ایک ہزار رنگٹ تھی۔ میں بغیر سوچے سمجھے سیکرٹری مال کے گھر گیا اور انہیں ایک ہزار رنگٹ ادا کیے۔ اس واقعہ کے بعد سے مجھے اس جماعت پر مکمل یقین ہے کہ اگر ہمارے مقاصد جماعت اور اسلام کی ترقی کیلئے مخلص ہوں تو اللہ تعالیٰ ضرور غیر معمولی طور پر آسانیاں پیدا کر دیتا ہے۔

سوال: تحریکِ جدید قائم کرنے کا کیا مقصد تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: تحریکِ جدید کا مقصد ہی یہ تھا کہ تبلیغ کر کے جماعت کو بڑھایا جائے اور دنیا کے ہر ملک میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کا جھنڈا لہرایا جائے۔

سوال: حضور انور نے تحریک جدید کے کون سے سال کا اعلان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: تحریکِ جدید کا نواسیواں (89) سال 31/اکتوبر کو اختتام پذیر ہوا اور اب ہم نوےویں (90) سال میں داخل ہو رہے ہیں۔

سوال: اس سال تحریک جدید میں جماعت احمدیہ کو کتنی قربانی کرنے کی توفیق ملی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت عالمگیر کو 17.20 ملین پاؤنڈ کی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ اور باوجود دنیا کے معاشی حالات کے گذشتہ سال سے سات لاکھ انچاس ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔

......☆......☆......

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

99633 83271
Pro. SK.Sultan
97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
Rajahmundry
Kadiyapu lanka, E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ادارہ میں خدمت کے خواہشمند احباب متوجہ ہوں

”نظارت تعلیم“ کے تحت تعلیمی ادارہ جات میں Male/اساتذہ کی ضرورت ہے

تعلیم الاسلام سینئر سیکنڈری اسکول میں فزیکل ایجوکیشن اور کمپیوٹر ٹیچر کی کچھ اسامیاں پُر کی جانی مطلوب ہیں۔ سلسلہ کی خدمت کا جذبہ اور مطلوبہ تعلیمی قابلیت رکھنے والے خواہشمند اُمیدوار نظارت دیوان کی طرف سے مطبوعہ کوائف فارم پُر کر کے اپنی درخواستیں جمع کروا سکتے ہیں۔ اسامیوں کی تفصیل وشرائط درج ذیل ہیں۔

Computer Teacher

(1) Qualification: BCA/B.Sc(IT/CS/internet Science), B.Tech (IT/CS) (2) اُمیدوار اُردو، انگلش، ہندی اور پنجابی ٹائپنگ جانتا ہو (3) متعلقہ مضمون میں گریجویشن (BCA/ B.Sc,B.Tech) 55% کے ساتھ ہو، اور کسی بھی منظور شدہ ادارے میں 3 سال کا تجربہ ہو، پوسٹ گریجویٹ کو ترجیح دی جائیگی۔

Physical Education Teacher

(1) B.A with Physical Education as an Elective subject / 3 year Graduation Course in Physical Education and B.P.Ed (2) 4 years integrated Course of Bachelor of Physical Education from a recognised University

(3) متعلقہ مضمون میں 55% نمبرات ہوں اور کسی بھی منظور شدہ ادارے میں 3 سال کا تجربہ ہو۔ پوسٹ گریجویٹ کو ترجیح دی جائیگی (4) اُمیدوار کی عمر 20 سال سے کم اور 40 سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں عمر کی حد میں چھوٹ پر غور ہو سکتا ہے (5) صرف انہی اُمیدواران کی سلیکشن پر غور ہوگا جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کی طرف سے لئے جانے والے تحریری امتحان اور زبانی انٹرویو میں کامیاب ہونگے اور نور ہسپتال کی طبی رپورٹ کے مطابق صحتمند ہوں گے (6) Selection کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا (7) انٹرویو کیلئے قادیان بلانے کی صورت میں آمد و رفت کے اخراجات اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے (8) انٹرویو کی تاریخ کے تعلق سے بعد میں اطلاع دی جائیگی (9) مطبوعہ کوائف فارم، دفتر نظارت دیوان یا درج ذیل ایڈریس/Email سے حاصل کئے جا سکتے ہیں (10) درخواستیں تعلیمی قابلیت وتجربہ کی اسناد (Self Attested) کی نقول کے ساتھ نظارت دیوان میں اعلان ھٰذا سے دو ماہ کے اندر اندر پہنچ جانی چاہئیں (11) گزارہ الاؤنس و دیگر معلومات کیلئے درج ذیل ای میل وفون نمبرز پر دفتری اوقات کے دوران رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

اعلان برائے اسامی ڈرائیور صدر انجمن احمدیہ قادیان

شرائط

(1) امیدوار کی عمر 18 سال سے زائد اور 40 سال سے کم ہو (2) امیدوار کم از کم آٹھویں پاس ہو (3) اُمیدوار کے پاس کم از کم دس سال کا Valid ڈرائیونگ لائسنس موجود ہو اور دس سال ڈرائیونگ کا تجربہ ہو۔ ٹرینڈ ڈرائیور کو ترجیح دی جائیگی (4) اُمیدوار ڈرائیور کو درجہ دوئم کے برابر الاؤنس و دیگر سہولیات دی جائیں گی (5) امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے (6) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا (7) سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

نوٹ: تحریری امتحان، ڈرائیونگ ٹیسٹ وانٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا۔

مزید معلومات کیلئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور Pin. 143516

موبائل: 09682627592, 09682587713 دفتر: 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 29 - February - 2024 Issue. 9

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

حضرت مصلح موعودؓ کے دورِ خلافت کا ہر دن پیشگوئی مصلح موعود کے پورا ہونے کی شان کا اظہار کر رہا ہے اور جماعت احمدیہ کی ترقی کا ہر دن اس کی روشن دلیل ہے

پیشگوئی مصلح موعودؓ کا دلنشین تذکرہ، حضرت مصلح موعودؓ کے مقام و مرتبہ کے بارے میں غیروں کی آراء، پاکستان اور یمن کے احمدیوں اور فلسطینیوں کیلئے دعا کی تحریک

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23رفروری 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آج میں پیشگوئی مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بعض پہلوؤں کا ذکر کروں گا۔ ہر سال اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر جلسے بھی منعقد کیے جاتے ہیں۔ 20رفروری 1886ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک مختلف صفات کے حامل بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی تھی لیکن اس بارے میں واضح ہو کہ اس دن حضرت مصلح موعودؓ کی سالگرہ نہیں منائی جاتی بلکہ پیش گوئی کے پورا ہونے پر جلسے کیے جاتے ہیں کیونکہ آپؓ کی پیدائش تو 12 جنوری 1889ء کی ہے۔ والدین کو پڑھ کر بچوں کو بتانا بھی اور سمجھانا بھی چاہئے کہ پیشگوئی مصلح موعودؓ کیا ہے۔ یہ ایک عظیم پیشگوئی ہے جو پہلے نوشتوں کے مطابق جن کی پہلے انبیاء نے بھی خبر دی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ اعلان کرنے کا فرمایا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اِسۡمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے، فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اَے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اسکے پاک رسول محمد مصطفیٰ ؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا، وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا: پھر اس پیشگوئی میں اس لڑکے کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں جن میں سے ایک دو کا میں ذکر کر دیتا ہوں۔ فرمایا: وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ اَسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ پھر ہم نے دیکھا کہ بیان کردہ مدّت کے اندر وہ لڑکا پیدا ہوا اور پیشگوئی کے تمام پچاس یا باون حصوں کا مصداق بنا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کا ہر دن اس پیش گوئی کے پورا ہونے کی شان کا اظہار کر رہا ہے اور جماعت احمدیہ کی ترقی کا ہر دن اس کی روشن دلیل ہے۔ اس پیشگوئی کے حوالہ سے مَیں انصاف پسند ایسے لوگوں کی گواہیاں پیش کرتا ہوں جن کا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور برصغیر کی جانی پہچانی شخصیات ہیں۔

مولانا غلام رسول صاحب مہر روزنامہ زمیندار سے منسلک ایک محقق، مصنف، ادیب، صحافی اور مؤرخ نے شیخ عبدالماجد صاحب کو بتایا کہ آپ لوگوں کی کسی کتاب میں اس عظیم الشان انسان کے کارناموں کی مکمل آگاہی نہیں ملتی۔ ہم نے انہیں قریب سے دیکھا ہے، کئی ملاقاتیں کی ہیں، مسلم قوم کیلئے ان کا وجود سراپا قربانی تھا۔ فرقہ بازی کا تعصب میں نے اس وجود میں نام کا نہیں دیکھا، وہ بلا کے ذہین تھے۔ افسوس مسلمانوں نے مرزا صاحب کی قدر نہیں کی۔ سخت مخالفت کی آندھیوں کے باوجود میں نے مرزا صاحبؓ کو کبھی افسردہ اور سرد مہر نہیں دیکھا۔

لالہ بھیم سین کے فرزند جناب لالہ کنور سین صاحب سابق چیف جج کشمیر نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تقریر ''عربی زبان کا مقام السنہ عالم میں'' کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے اپنی تقریر میں کہا کہ جو لیکچر دیا گیا وہ نہایت ہی عالمانہ اور فلسفیانہ شان اپنے اندر رکھتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس لیکچر کا اثر مدتوں میرے دل پر قائم رہے گا۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ تو دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے پرائمری پاس بھی نہیں تھے اس علم سے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں پُر کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا اور غیر بھی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے خلیفہ ہونے کے چند دن بعد ایک امریکی پادری قادیان آیا اور چند اہم مذہبی سوالات پیش کرتے ہوئے کہا کہ آج تک مجھے مسلمانوں کا بڑے سے بڑا عالم اور فاضل ان سوالوں کا تسلی بخش جواب نہیں دے سکا۔ میں اِن سوالوں کو آپ کے خلیفہ صاحبؓ کے سامنے پیش کرنے کیلئے خاص طور پر آیا ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے نہایت سکون کے ساتھ ان سب سوالوں کو سُنا اور ایسے تسلی بخش جوابات دیے کہ پادری کہنے لگا میں نے آج تک ایسی معقول گفتگو اور ایسی مدلل تقریر کسی مسلمان کے منہ سے نہیں سنی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا خلیفہ بہت بڑا اسکالر ہے اور مذاہبِ عالم پر اسکی نظر بڑی گہری ہے۔ یہ کہہ کر اُس نے بڑے ادب سے حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور واپس چلا گیا۔ حضور انور نے فرمایا: پس یہ شان ہے پیشگوئی کے پورا ہونے کی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کتاب نہرو رپورٹ اور مسلمانوں کے مصالح کے متعلق رائے دینے والے نے لکھا کہ حضورؓ کی اس بروقت راہنمائی سے مسلمانوں کے اونچے طبقے بہت ممنون ہوئے اور مسلمانوں کے سیاسی حلقوں میں اسے نہایت پسند کیا گیا اور بڑے بڑے مسلم لیڈروں نے تعریفی الفاظ میں سراہا اور شکریہ ادا کیا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کی نہایت ضرورت کے وقت دستگیری کی ہے۔ چنانچہ کئی اصحاب نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ سے کہا کہ اصلی اور عملی کام تو آپ کی جماعت ہی کر رہی ہے اور جو تنظیم آپ کی جماعت میں ہے وہ اور کہیں نہیں دیکھی جاتی۔

اخبار سیاست نے لکھا کہ مذہبی اختلافات کی بات چھوڑ کر دیکھیں تو جناب بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے میدان تصنیف و تالیف میں جو کام کیا ہے وہ بلحاظ ضخامت اور افادہ ہر تعریف کا مستحق ہے۔

مولانا محمد علی جوہر صاحب گول میز کانفرنس لندن کے حوالہ سے اپنے اخبار ہمدرد میں لکھتے ہیں کہ ناشکر گزاری ہوگی کہ جناب مرزا بشیر الدین محمودؓ اور ان کی منظم جماعت کا ذکر ان سطور میں نہ کریں جنہوں نے اپنی تمام تر توجہات بلا اختلاف عقیدہ تمام مسلمانوں کی بہبودی کیلئے وقف کر دی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے شروع میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر منتخب ہونے اور بعد ازاں اس کی صدارت سے استعفیٰ دینے پر مشہور نڈر اور بے باک مدیر سیّد حبیب صاحب نے اخبار سیاست میں لکھا کہ اگر اختلاف عقائد کی وجہ سے مرزا صاحب کو منتخب نہ کیا جاتا تو یہ تحریک بالکل ناکام رہتی اور امت مرحومہ کو سخت نقصان پہنچتا۔ میری رائے میں مرزا صاحب کی علیحدگی کمیٹی کی موت کے مترادف ہے۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے حوالے سے جماعت کے خلاف بہت باتیں ہوتی ہیں لیکن اُن کی یہ باتیں بھی ریکارڈ میں موجود ہیں کہ 24 مارچ 1927ء کو لاہور میں جلسہ ہوا جس کی صدارت علامہ اقبال نے کی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے وہاں تقریر فرمائی جس کے بعد علامہ صاحب نے کہا کہ ایسی تقریر بہت عرصے کے بعد لاہور میں سننے میں آئی ہے۔ خاص کر جو قرآن شریف کی آیات سے مرزا صاحبؓ نے استنباط کیا ہے وہ تو نہایت ہی عمدہ ہے۔

میں اپنی تقریر کو زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکتا تا مجھے اس تقریر سے جو لذت حاصل ہو رہی ہے وہ زائل نہ ہو جائے۔

م ش کے نام سے مشہور صحافی اور سیاست دان جن کا اصل نام میاں محمد شفیع تھا حضرت مصلح موعودؓ کی وفات پر انہوں نے لاہور کی ڈائری میں لکھا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ نے خلافت کی گدی پر متمکن ہونے کے بعد جس طرح اپنی جماعت کی تنظیم کی اور جس طرح صدر انجمن احمدیہ کو ایک فعال اور جاندار ادارہ بنایا اس سے ان کی بے پناہ تنظیمی قوت کا پتا چلتا ہے اگرچہ ان کے پاس کسی یونیورسٹی کی ڈگری نہیں تھی لیکن انہوں نے پرائیویٹ طور پر مطالعہ کر کے اپنے آپ کو واقعی علامہ کہلانے کا مستحق بنا لیا تھا۔ مرزا صاحب ایک نہایت سُلجھے ہوئے مقرر اور منجھے ہوئے نثر نگار تھے اور ہر ایک موقع کو بلا دریغ استعمال کرتے تھے جس سے جماعت کی ترقی کی راہیں کھلتی ہوں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے مختلف موضوعات پر جماعت کو، عمومی طور پر مسلمانوں کو راہنمائی فرمائی۔ کتابیں کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں۔ کوئی شائع ہو گئی ہیں کوئی شائع ہونے والی ہیں۔ خطبات ہیں، پرانے ریکارڈ میں سے غیر مطبوعہ نوٹس یا خطبات اور تقریروں میں سے قرآن کریم کی تفسیریں مل رہی ہیں، ان کی بھی انشاء اللہ تعالیٰ اشاعت ہو جائے گی۔ بہت سی کتب کی اشاعت انگریزی زبان میں بھی ہو چکی ہے جن کو اردو نہیں آتی انہیں اس علمی خزانے سے استفادہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس علمی خزانے سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے آخر میں پاکستان اور یمن کے احمدیوں، نیز فلسطینیوں کیلئے بھی دعا کی تحریک فرمائی۔

بعد ازاں حضور انور نے گھانا میں جماعت کے قیام پر سو سال مکمل ہونے پر منعقد کیے جانے والے صد سالہ جلسہ سالانہ کی کامیابی کیلئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ کل انشاء اللہ یہاں سے جلسے میں میری لائیو تقریر بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad